حسن ترتیب

شمار	مضامین	اسماء گرامی	صفحه
۱	رمضان کریم، رحمت، مغفرت اور نجات کا مہینہ	مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی	3
۲	تم ڈال ڈال تو میں پات پات	ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب قاسمی	6
۳	رمضان المبارک کی فضیلت	مفتی سعید ظفر قاسمی	8
۴	رمضان: نزولِ ماہ قرآن کریم	غیاث الدین فلاحی	11
۵	رمضان کا روحانی اور اقتصادی پہلو	مفتی محمد یحییٰ قاسمی	13
۶	مدارس اسلامیہ اور ان کے سفراء کو درپیش مشکلات	شمس تبریز قاسمی	17
۷	اعتکاف: فضائل و مسائل	محمد قمر الزماں ندوی	21
۸	عید کا انعام اور موجودہ مسلمان	مولانا مفتی محمد مجاہد حسین حبیبی	25
۹	خوشی منائیے مگر عید کا پیغام پیش نظر رہے!	ڈاکٹر خالد اختر علیگ	27
۱۰	پانی پلانا: ثواب کا بہترین ذریعہ	منور سلطان ندوی	29
۱۱	ماہِ رمضان آیا ہے (نظم)	ڈاکٹر ماجد دیوبندی	32
۱۲	قاری ولی اللہ صاحب.....	مفتی عزیز الرحمٰن فتحپوری	33
۱۳	ماہنامہ معارف قاسم کے خصوصی گوشہ......کا رسم اجراء	مفتی شمس تبریز قاسمی	36
۱۴	امیر شریعت سادس مولانا سید نظام الدین....	مولانا محمد یوسف انور قاسمی	38
۱۵	رشد و ہدایت کانفرنس کا انعقاد	مولانا محمد آفاق عالم قاسمی	42
۱۶	کوائف جامعہ	ڈاکٹر ابو حمنہ شہاب	45

جامعۃ القاسم دار العلوم الاسلامیہ کا علمی، دینی، دعوتی فکری اور اصلاحی ترجمان

ماہنامہ
معارف قاسم جدید (دہلی)

بیادگار: حجۃ الاسلام الامام محمد قاسم النانوتویؒ بانی دار العلوم دیوبند

جلد نمبر: ۱۵ | جون تا جولائی ۲۰۱۶ء | شمارہ نمبر: ۳۰

زیر سرپرستی

- حضرت مولانا محمد سالم قاسمی، دیوبند
- حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، لکھنؤ
- حضرت مولانا مفتی عباس بسم اللہ، گجرات
- حضرت مولانا محمد ابراہیم مظاہری، گجرات

زیر نگرانی

- حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی، لکھنؤ
- حضرت مولانا محمد عیسیٰ منصوری، لندن
- حضرت مولانا نسیم احمد مظاہری، میرٹھ
- حضرت مولانا مفتی عبداللہ پٹیل، گجرات

مدیر اعلیٰ: مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
مدیر: ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب قاسمی

سالانہ تعاون

300 روپے
بیرون ممالک کے لیے 150 ڈالر
خلیجی ممالک کے لئے 500 درہم

مجلس ادارت

مفتی احمد نادر القاسمی، مولانا شاہد ناصری الحنفی، مولانا حمید الدین مظاہری، مفتی عقیل انور مظاہری، مفتی محمد انصار قاسمی

Circulation Incharge
Shahid Abdullah (Mob: +91-9873629832)

رابطہ

Muzaffar Husain Rahmani
K-79, 2nd Floor, Street No.5
Abul Fazal Enclave-I
Jamia Nagar, New Delhi -110025
Mob: +91-8750505501

Address for
Cheques-&-Drafts
Monthly Maarif-e- Qasim
Jadeed Delhi

کمپوز وڈیزائن: محمد ارشد عالم ندوی

پرنٹر پبلیشر، چیف ایڈیٹر محفوظ الرحمٰن عثمانی نے ایم آر پرنٹرس 2818، گلی گڑھیا دریا گنج نئی دہلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ ''معارف قاسم جدید'' کے۔۷۹، دوسری منزل، اسٹریٹ نمبر ۵، ابوالفضل انکلیو پارٹ نمبر ۱، جامعہ نگر، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵ سے شائع کیا۔

Ph.: +91-11-26981876, 26982907, Mob: +91-9811125434
E-mail: jamiatulqasim@yahoo.com / www.jamiatulqasim.com

Jamiatul Qasim Darul Uloom-il- Islamia
At & P.O. Madhubani, G.P.O. Partap Ganj
Distt. Supaul-852125 Bihar (India)
Jamia Ph.: +91-9523475151, 9931906068, 9931515312

آغاز سخن

مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی

رمضان کریم

رحمت، مغفرت اور نجات کا مہینہ

برادران اسلام! ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہمیں رمضان المبارک جیسا بابرکت اور بے شمار فضیلت والا مہینہ 'رمضان' میسر ہوا۔ ہمارے بہت سے عزیز واقارب، دوست واحباب اور ملنے جلنے والے جو سال گزشتہ زندہ وسلامت تھے، مگر آج ہمارے درمیان نہیں رہے، اس لئے ماہ صیام کو غنیمت جانتے ہوئے دل وجان سے اس کی قدر کریں اور خوب ذکر واذکار اور عبادت ونوافل کا اہتمام کریں، اگر ہم نے نیکیوں کے اس موسم بہار سے فیوض وبرکات حاصل نہیں کئے اور اپنی بدبختی کے سبب جہنم کی آگ سے خود کو بچا نہیں سکے تو یہ ہماری محرومی کے سوا کچھ نہیں۔ رمضان کریم اللہ تبارک وتعالیٰ کا خاص مہینہ ہے اور یہ برکتوں والا مہینہ ہم مسلمانوں کے لئے بطور انعام ہے، اس ماہ میں شیطان کو پابند سلاسل کیا جاتا ہے، دوزخ کے دروازے بند ہوجاتے ہیں اور رحمتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ (سورہ بقرہ:183)

اس ماہ مبارک میں پروردگا عالم کے نزدیک بندگان خدا کا تمام مشغولیات اور مصروفیات سے کنارہ کش ہوکر عبادت الٰہی میں مصروف رہنا سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے۔ رمضان میں شیاطین کو بند کردیا جاتا ہے، نوافل کا ثواب فرض کے برابر اور فرائض کا ثواب ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ امت میں تراویح اور اعتکاف جیسی اہم عبادتیں دی گئیں ہیں۔ شب قدر کا عظیم الشان تحفہ دیا گیا ہے جو کسی اور امت کو نہیں دیا گیا۔ ان سب عبادتوں کو انجام دینے کے بعد یعنی ماہ مبارک کے اختتام پر اللہ رب العزت اپنے بندوں کو ایک بڑے اعزاز وانعام سے نوازتا ہے۔ روزہ، تراویح اور دیگر عبادتوں کا صلہ عطا فرماتا ہے جسے ہم عید کہتے ہیں۔ عید الفطر ایک انعام ہے، ایک خوشی ہے، پروردگار عالم کی جانب سے ملنے والا ایک گراں قدر تحفہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسی کو یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ بندے کے لئے مزدوری لینے کا دن ہے۔ پورے ماہ میں پابندی کے ساتھ بندگان خدا نے روزہ رکھنے اور اور نمازیں پڑھنے کا جو اہتمام کیا ہے عید کے دن اللہ تعالیٰ اس کی مزدوری بندے کو عطا کرتا ہے۔ اگر اللہ چاہتا تو عید الفطر کا دن ماہ رمضان کے مکمل ہونے کے کئی دن بعد بھی رکھ سکتا تھا مگر ایسا نہیں ہوا، روزہ اور انعام روزہ کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں رکھا گیا، بلکہ رمضان مکمل ہونے کے فوراً بعد روزہ کا بیش بہا اجر دے دیا گیا۔ فوری طور پر جزاء دینے کے پس پردہ یہ حکمت عملی اور عالم گیر پیغام مخفی ہے کہ "مزدوروں کو فوراً اس کی اجرات دی

جائے'' کیوں کہ یہ فطرت کا یہ اصول ہے کہ جب کوئی مزدور مزدوری کرتا ہے تو اسے یہی امید ہوتی ہے کہ بہت جلد ہمیں ہماری مزدوری مل جائے گی۔اگر کوئی اس کی مزدوری دینے میں تاخیر کرتا ہے تو مزدور بہت زیادہ مایوس ہوجاتا ہےاور بے پناہ دشواریوں کا سامنا بھی کرتا ہے۔نیز مزدوروں کی مزدوری وقت پر نہ دینا حق کی ادائیگی میں تاخیر کے مترادف ہے جو مذہب اسلام کے مزاج کے خلاف ہے حدیث شریف میں صاف طور پر کہا گیا ہے کہ مزدور کو اسکا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دےدو۔

محدثین نے لکھا ہے کہ اسی نقطے کی طرف اشارہ کرنے کے لئے رمضان کے فوراً بعد عید کا دن یعنی مزدوری ادا کرنے کا دن رکھا گیا ہے۔چنانچہ حدیث شریف میں اس حکمت کی طرف اشارہ کچھ یوں ملتا ہے کہ فرشتے عید الفطر کی رات کا نام لیلۃ الجائزہ (انعام واکرام کی رات) رکھتے ہیں۔اسی طرح سے ایک دوسری جگہ پر ارشاد ہے۔جب مسلمانوں کی عید یعنی عید الفطر کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر فخر فرماتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: اے میرے فرشتو!اس مزدور کی کیا جزاء ہے جو اپنا کام مکمل کر دے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں!اسکی جزاء یہ ہے کہ اس کو پورا اجر وثواب عطا کیا جائے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:اے فرشتوں!میرے بندوں اور بندیوں نے اپنا فرض ادا کیا پھر وہ (نماز عید کی صورت میں) دعاء کیلئے تکبیر پڑھتے ہوئے نکل آئے ہیں، مجھے میری عزت و جلال، میرے کرم اور میرے بلند مرتبہ کی قسم!میں ان کی دعاؤں کو ضرور قبول کروں گا۔پھر فرماتا ہے: بندو!تم گھروں کو لوٹ جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کردیا۔پھر وہ بندے عید کی نماز سے فارغ ہوکر لوٹتے ہیں اس حال میں کہ اُنکے گناہ معاف ہوچکے ہوتے ہیں۔عید کے طریقہ کار پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دن معاشرے میں ہم آہنگی پیدا کرنے اور خوشحال سماج بنانے کی دعوت فکر دیتا ہے، پوری دنیا کو اجتماعی زندگی کے طور طریقے اور امیر وغریب کی کی سرحد سے نکل کر انسانی تقاضوں کی بنیاد پر غور وفکر کا پیغام دیتا ہے۔

سماج میں ہم آہنگی پیدا کرنے اور عید کے موقع پر امیری وغریبی کا فرق ختم کرنے کے لئے تمام مسلمانوں کو سب سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کی ترغیب دی گئی۔صدقہ فطر نماز سے پہلے ادا کردینے کا حکم اسی مقصد کے پیش نظر دیا گیا ہے کہ اگر کسی غریب کے لئے اب تک نئے کپڑے کا انتظام نہیں ہوسکا ہے،اس کی کوئی اہم ضرورت پوری نہ ہوسکی ہے۔اس کے گھر میں سوئی اور کھانے پینے کی اشیاء کا انتظام نہیں ہوسکا ہے ہوتو ان صدقوں کے پیسوں سے اپنی ضرورت پوری کرلے۔اپنے بال بچوں کے ساتھ خوشی بہ خوشی عید میں شرکت کریں انہیں کسی طرح کی محرومی کا احساس نہ ہوسکے اور جب عیدگاہ کی طرف نکلے تو سب کے چہرے ہشاش بشاش ہوں۔کسی کے چہرہ سے شکوہ وشکایت اور رنجیدگی اور افسردگی عیاں نہ ہوں۔اگر امیر اچھے اور لذیذ کھانوں سے لطف اندوز ہورہے ہوں تو غریب بھی بھوکا نہ رہے۔غربت کی زنجیر میں جکڑا ہوا شخص بھی لذیذ کھانا تیار کرسکے، نئے کپڑے پہن لے اور غربت وامارت میں جو ایک لمبا فاصلہ ہے اس میں کمی واقع ہوجائے۔بندوں میں توازن واعتدال پیدا ہوجائے۔یعنی ایسا نہ ہو کہ مالدار اس دن خوب خوشیاں منائیں

ان کے بچے نئے نئے کپڑے پہنیں ان کے گھروں پر طرح طرح کے آئٹم بنے اور بے چارہ غریب مادی وسائل اور اسباب کی عدم فراہمی کی وجہ سے حسرت ویاس کے سہارے وہ دن گزارے۔

عید کے دن کے طور وطریقے کو دیکھنے کے بعد یہ بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ عزوجل نے ہر جگہ اور ہر حکم میں اعتدال وتوازن کو کیوں برقرار رکھا ہے۔ دراصل معاشرے میں افراط وتفریط پیدا ہوتی ہے تو معاشرہ بحران کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کی تعمیری وترقیاتی صلاحیتوں پر بریک لگ جاتا ہے۔ لہٰذا عید یہ بتاتی ہے کہ سماج کے افراد میں امیری وغریبی میں زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہئے ورنہ قوم و ملت کی تعمیری وترقیاتی صلاحیتیں رک جاتی ہیں جس کو اسلام پسند نہیں کرتا ہے۔

عیدالفطر کے پسِ پشت کارفرما مقاصد ومصالح اور فلسفے کے مطالعے کے بعد یہ کہنا بجا ہے کہ ہماری خوشیاں اور مسرتیں اللہ عزوجل کے نزدیک اسی وقت مقبول ہوں گی جب ہم غریبوں کو گلے لگائیں گے۔ عید کی خوشیوں میں انہیں بھی شریک کریں گے۔ اور ہمیں ہماری مزدوری کا حقیقی مزہ اسی وقت ملے گا جب ہم اپنی اپنی استطاعت کے مطابق غریبوں پر خیرات وصدقات وعطیات کر کے ان کو بھی خوش کریں گے اور خالق حقیقی کو بھی راضی کریں گے۔ عبادت کے امور کو بحسن وخوبی نبھانے کے عزم مصمم کے جذبہ سے سرشار رہیں گے۔

عیدالفطر کی اہمیت، اس کی عظمت اور اس کے وسیع تر پیغام کا تقاضا ہے کہ اس کو کو محض رسم ورواج کا مجموعہ نہ بنایا جائے۔ عیدگاہ میں جا کر دوگانہ پڑھنے تک اسے محدود نہ رکھا جائے بلکہ اس کے عالمگیر پیغام پر عمل کیا جائے۔ اس کے تقاضوں کو پورا کیا جائے۔ عیدالفطر کی تعلیمات کو زندگی میں دہرایا جائے۔ اتحاد واتفاق کا سبق عید کی نماز سے لیا جائے۔ سماجی ہم آہنگی کی تحریک چلائے جائے۔ آپسی انتشار اور گلے شکوے کو عید کے بعد زندگی میں دوبارہ قدم رکھنے نہ دیا جائے۔ رسمیات کے پنجرے میں قید ہونے سے اسے بچائیں، اس کو حقیقی اور معنوی طور پر سمجھ کر اس کے پیغام کو عملی صورت میں فروغ واستحکام بخشیں اور اللہ کی آواز پر لبیک کہیں۔ ہرگز کہیں ایسا نہ ہونے پائے کہ ہمارے پڑوسی، رشتے دار، عزیز ودوست کو مالی آسائش کی کمی کے سبب خوشیاں نصیب نہ ہوسکے اور ہم چمنِ مسرت کی خوب خوب گل ریزی کریں۔ یقین جانئے ہم ان کی دل شکنی کر کے خدا کو راضی نہیں کر سکتے ہیں۔ اپنے پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو خوشیاں دیے بغیر عید سعید کی خوشی کے حقدار نہیں ہو سکتے ہیں۔ غریبوں کو عید کی خوشیوں میں شریک کئے بغیر عیدالفطر منانے کے مستحق نہیں ہوسکتے ہیں۔ اس لئے پوری کوشش کیجئے کہ اس دن میں کہیں بھی امیری وغریبی کا کوئی فرق نظر نہ آئے۔ معاشرہ اور سماج کا کوئی فرد خوشی کے عظیم دن میں احساس کمتری کا شکار نہ ہونے پائے۔ ہمارے محلے میں اور پڑوس میں کوئی غریب غمگین نہ دکھے، کوئی بھوکا نہ سونے پائے اور کوئی بھی خوشیوں سے محروم نہ رہے۔ عید کا دن ہم سے یہی تقاضہ کرتا ہے۔ اسی کا نام عید ہے۔ انہیں اوصاف کے حاملین عید کی خوشیوں کے حقدار ہیں اور عید سعید منانے کے مکمل مستحق ہیں۔

❀ ❀

اداریہ

تم ڈال ڈال تو میں پات پات

ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب قاسمی

''دہلی ہو، بہار ہو، یوپی ہو یا مہاراشٹر، کسی بھی جگہ مسلمانوں کو آتنک وادی کہہ کر گرفتار کیا جاسکتا ہے اور آپ کی کوئی جوابدہی نہیں ہو گی، کئی برس کے بعد وہ بےقصور رہا ہوجائیں گے، لیکن تب تک ان کی زندگی برباد ہوچکی ہوگی''

۲۰۱۲ء میں مسلم نوجوانوں کی گرفتاری اور گمشدگیوں کے خلاف تقریباً ایک درجن سے زائد حقوق انسانی کی تنظیموں نے بھارت کی قومی راجدھانی دہلی میں زبردست احتجاج کیا تھا، اس موقع پر سرکردہ کارکن ڈاکٹر منیشا سیٹھی نے مسلمانوں کو درپیش مسائل ومصائب کے تعلق سے جس درد کا اظہار ان چند جملوں میں کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ ابھی تک ملک میں اس درد کی دوا نہیں بنی ہے۔ شاید ایسی خطرناک منصوبہ بندی غلام ہندوستان میں انگریزوں نے بھی نہیں کی ہوگی کہ پرامن شہریوں کو بے بنیاد الزامات کے تحت پکڑ کر جیل میں ٹھونس دو اور ایک مدت کثیر کے بعد جیل کی اسیری سے عدالتیں انہیں بےگناہ بتا کر رہائی کا پروانہ دے دے۔

معاملہ اس قدر نازک ہوچکا ہے کہ بےقصوروں کو قصوروار بنانے والے سرکاری مشنری کے افسران کو اس جرم میں سزا دینا تو دور، عمر عزیز کا سب سے بیش قیمتی حصہ جیل میں کاٹ کر آنے والے بےگناہوں کو کچھ معاوضہ تک حکومت کی طرف سے نہیں دیا جاتا، جبکہ یہ کھیل برسوں سے جاری ہے اور اب تک کتنے لوگوں کی زندگی تباہ وبرباد ہوچکی ہے۔ ایک طرف دوران اسیری مقدمات کے اخراجات اور دوسری طرف اہل خانہ کی پرورش کا بوجھ، پوری ایک نسل کو تعلیمی، سماجی اور اقتصادی طور پر اتنا کمزور کردیا جاتا ہے۔

مئی ۲۰۱۶ء کے پہلے عشرے میں دہلی اور دیوبند سے ایک درجن سے زائد مسلم نوجوانوں کو دہشت گرد تنظیموں سے روابط رکھنے کے الزام میں شب کی تاریکی میں دبش دے کر گرفتار کیا گیا، ابتک ان میں سے ۱۰ چار نوجوانوں کو یکے بعد دیگرے چھوڑا جاچکا ہے، مگر تین نوجوان اب بھی پولیس کی حراست میں ہیں، ممکن ہے وہ بھی جلد رہا کردیے جائیں، لیکن اس دوران خوف وہراس کا جو ماحول بنایا گیا اور پوری قوم نے دہشت گردی کے جس کرب کو برداشت کیا اس کا مداوا کس طرح سے کیا جاسکتا ہے۔ یہ بھی اتفاق ہے کہ جس دن گرفتاری عمل میں آئی اسی دن سپریم کورٹ نے جے پور کی خصوصی ٹاڈا عدالت کے فیصلے کو مسترد کرتے ہوئے دہشت گردی کے الزام میں ۲۳ برسوں سے بےگناہی کی سزا کاٹ رہے ابر رحمت اور ڈاکٹر جلیس انصاری کو بےقصور قرار دیتے ہوئے رہا کرنے کا حکم صادر کردیا، جبکہ ٹاڈا عدالت ۲۸ فروری ۲۰۰۴ء کو اپنے فیصلہ میں ابر رحمت کو ۲۰ اور ڈاکٹر جلیس کو ۱۸ سال قید بامشقت کی سزا سنا چکی تھی۔ ٹھیک اسی ہفتے ممبئی کی خصوصی این آئی اے عدالت نے اپنے ایک تاریخ ساز فیصلے میں مالیگاؤں 2006 بم دھماکہ کیس میں گرفتار 9 مسلم نوجوانوں کو مقدمہ سے باعزت بری کیے جانے کا حکم جاری کیا تھا۔ یہاں بھی اے ٹی ایس ان نوجوانوں کی گرفتاری کے بعد سے ہی یہ رٹ لگائے

ہوئے تھی کہ بم دھماکے مسلم نوجوانوں نے ہی کیے تھے اور مہینوں میڈیا کے توسط سے ملک بھر میں انہیں خونخوار دہشت گرد کے طور پر پیش کیا جاتا رہا۔

ہندوستان میں اب یہ ٹرینڈ عام ہو چکا ہے کہ دہشت گردی کے الزام میں سرکاری مشنریوں کے ذریعہ مسلمانوں کو گرفتار کیا جاتا ہے اور ایک طویل مدت تک جیل کی سلاخوں میں رہنے کے بعد عدالتیں انہیں رہا کر دیتی ہیں، جیسے عدلیہ اور سیکورٹی ایجنسیوں میں 'تم ڈال ڈال تو میں پات پات' کے طرز پر کوئی کھیل چل رہا ہو۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ ایک کے بعد ایک ناکامی و رسوائی ہاتھ لگنے کے باوجود مسلمانوں کے تعلق سے حکومت اور سرکاری ایجنسیوں کے رویے میں چار آنا تبدیلی نہیں آئی ہے۔ این ڈی اے سے ماقبل کی کانگریس کی حکومت میں مسلم نوجوانوں کی گرفتاری کے تعلق سے جو حکمت عملی اپنائی گئی تھی بعینہ مودی حکومت میں بھی اسی پر عمل ہو رہا ہے۔ ایک طرف عدالتیں ثبوتوں کے فقدان کے سبب انہیں رہا کرنے پر مجبور ہیں تو دوسری طرف جتنے رہا کیے جاتے ہیں اس سے دوگنا پکڑ کر پھر سے جیل میں ڈال دیے جاتے ہیں، ان پر الزمات بھی وہی رٹے رٹائے عائد کیے جاتے ہیں یعنی بڑے حملے کا منصوبہ بنا رہے تھے، ان کے عزائم بہت خطرناک تھے، موبائل اور فون میں فلاں کی تصویر تو فلاں کی تقریری لوڈ تھی اور اس گیم کا ماسٹر مائنڈ فلاں ہے، پاکستان سے مسلسل رابطے میں تھے وغیرہ۔ ملٹی میڈیا کے اس انقلابی عہد میں جن آلات کے سہارے یہ گرفتاریاں ہوتی ہیں اور جن باتوں کو بنیاد بنا کر میڈیا کے لوگ دن بھر چیختے چلاتے رہتے ہیں وہ انتہائی مضحکہ خیز لگتے ہیں۔ کیا انٹرنیٹ پر ممنوعہ مواد موجود نہیں ہیں کہ ان پر غلطی سے بھی کلک ہوجانے پر کوئی شخص پل بھر میں دہشت گرد بن جاتا ہے۔ اسامہ بن لادن، ایمن الظواہری، مسعود اظہر اور دیگر انتہا پسندوں کی تصاویر کیا نیٹ پر نایاب ہیں جو کسی کے کمپیوٹر، ایف بی اکاؤنٹ، وہاٹس اپ یا موبائل پر نظر نہیں آئیں گی اور محض ان باتوں کو بنیاد بنا کر مسلمانوں کو پریشان کرنا کہاں تک درست ہے؟ کیا یہ سلسلہ تھمنے والا نہیں ہے؟ اس طرح کے متعدد سوالات ہیں جو عام لوگوں کے ذہن میں بھی اٹھتے ہیں۔

چند سال قبل مسلمانوں کی گرفتاری پر مہاراشٹر کے ایک مشہور صحافی نے بڑی اچھی بات کہی تھی کہ حکومت اور سیکورٹی ایجنسیوں کے اس جھوٹے اقدام کو روکنے کا ایک ہی راستہ ہے اور بھارت کے مسلمان جس دن ایسا کر لیں گے یہ کھیل ختم ہوجائے گا۔ انہوں نے کہا تھا کہ نوجوانوں کی گرفتاری پر ہائے توبہ مچانے کے بجائے ان کے خلاف مسلمان جس دن دہلی کے رام لیلا میدان کو بھر دیں گے اور گھروں اور آفسوں کی جگہ سڑکوں پر نکل کر یہ جنگ لڑیں گے اسی دن سے یہ سلسلہ تھم جائے گا۔ اگر ان کی اس تجویز پر عمل درآمد شروع ہوجائے تو میرا خیال ہے کہ ۷۵ فیصد مسئلے کا حل نکل سکتا ہے، مگر اس کے لئے قوم کے کسی بزرگ کو انا ہزارے اور کسی نوجوان کو کنہیا کمار یا ہاردک پٹیل بننا ہوگا۔ اس کے بغیر اخبارات میں صرف چند بیانات چھپوا دینے سے کچھ حاصل ہونے والا نہیں ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ملی آرگنائزیشن کے جلسے اور جلوسوں میں لاکھوں کی تعداد میں بھیڑ جمع ہوجاتی ہے تو کیا ان کی کال پر مسلم نوجوانوں کی گرفتاری کے خلاف احتجاجی مظاہروں میں پچاس ہزار لوگ بھی شریک نہیں ہوسکتے؟۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ جلسے جلوسوں کے بجائے اب فیصلہ کن انداز میں سڑکوں پر اترا جائے اور وہی طریقہ اپنایا جائے جو اپنی بات کو منوانے کیلئے دوسرے برادر وطن اپنا رہے ہیں۔ اگر ملی قائدین متحد ہو کر ایک بار صرف ایک بار سامنے آ گئے تو کسی کو اس بات سے انکار نہیں ہوگا کہ روتی بلکتی اور سڑکوں پر پریشان حال پھرتی اس قوم کی تقدیر نہیں بدلے گی۔

☆☆

رمضان المبارک کی فضیلت

• مفتی سعید ظفر قاسمی

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی آسانی کے لئے بارہ مہینے تجویز فرمائے؛ لیکن ان میں رمضان کو جو اہمیت حاصل ہے دوسروں کو نہیں، رمضان المبارک کے سلسلہ میں ذخیرۂ احادیث میں بے شمار ارشادات رسول اکرم ﷺ کے موجود ہیں، رمضان کی اہمیت اور عظمت ہو یا اس کی برکتوں کا بیان، گناہوں کی بخشش کا سوال ہو، یا خیر کے دروازوں کے کھلے رہنے کا تذکرہ، غرض رمضان کے حوالہ سے ہر ہر پہلو نمایاں اور بے شمار خصوصیتیں لئے ہوئے ہے، نبی اکرم ﷺ اس ماہِ مبارک کے استقبال کے لئے بے چین رہتے تھے، رمضان کے انتظار میں شعبان کا ایک ایک دن شمار کرتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''نبی کریم ﷺ جتنا شعبان کے ایام گننے کا اہتمام فرماتے تھے اتنا دیگر مہینہ کا اہتمام نہ فرماتے تھے، پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے تھے، اگر مطلع ابر آلود ہوتا تو ۳۰ کا عدد پورا فرماتے تھے''

گنہگاروں کے لئے خصوصی عنایت:

اس مقدس مہینہ کی برکت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور گنہ گار بندوں پر خصوصی عنایت کا معاملہ کیا جاتا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جو شخص ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھے،

اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو شخص ایمان اور اخلاص کے ساتھ رمضان میں عبادت کرے اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اسی طرح جو شخص شب قدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ مشغول عبادت رہے، اس کے بھی پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں''

ابوداؤد: ۱/۳۱۸، مشکوۃ ۱۷۱۴

روزہ دار کے لئے قرآن کی سفارش:

رمضان کی خصوصیات میں نماز تراویح ہے، بندہ پروردگارِ عالم کے حضور پورے مہینے رات میں قیام کرتا ہے اور قرآن پڑھتا اور سنتا ہے، میدان محشر میں قرآن کریم بھی بندے کے لئے سفارش کرے گا، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

''روزہ اور قرآن کریم بندہ کے لئے سفارش کریں گے روزہ کہے گا کہ اے پروردگار! میں نے اس کو دن میں کھانے اور خواہشات سے روکے رکھا لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما اور قرآن کہے گا کہ اے پروردگار! میں نے اسے رات کو

سونے سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما؛ چنانچہ دونوں کی سفارش قبول کی جائی گی''۔

رمضان میں آپ ﷺ کی جود وسخا:

اس ماہ کے تقدس کی وجہ سے عبادات میں اضافہ ہوجاتا ہے، ہرانسان کو چاہیے کہ عزیز واقارب اور غرباء پر خرچ کرنے میں کچھ نہ کچھ اضافہ کرے، یہی پیارے آقا ﷺ کی سنت ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''جب رمضان کا مہینہ آتا تو آنحضرت ﷺ ہر قیدی کو چھوڑ دیتے اور ہر سائل کی مراد پوری فرماتے تھے''۔

سحری کا کھانا باعث برکت ہے:

روزے کی ابتداء صبح صادق سے ہوتی ہے، اور اس سے پہلے سحری کا کھانا کھایا جاتا ہے، جو مسنون ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو سحری کھانے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ آپ نے اس کھانے میں برکت کی بشارت دی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''سحری کھایا کرو اس لئے کہ سحری کھانا باعث برکت ہے''۔

چاند دیکھنے کا حکم:

ہمارے زمانہ میں غفلت پائی جاتی ہے کہ لوگ چاند دیکھنے کا اہتمام نہیں کرتے، حالانکہ جن مہینوں سے اسلامی عبادات متعلق ہیں، مثلاً رمضان، شوال اور ذی الحجہ ان کے لئے انتیسویں تاریخ کو چاند دیکھنا حنفیہ کے نزدیک واجب علی الکفایہ ہے (۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"احصوا اھلال شعبان لرمضان"۔

رمضان کے لئے شعبان کے چاند کا اہتمام کرو'

اور جن مہینوں سے کوئی نفل عبادت متعلق ہے جیسے شعبان (پندرہ شعبان کا روزہ) محرم (یوم عاشوراء کا روزہ) تو ان کا چاند دیکھنا بھی مسنون ہے، اوران مہینوں کے علاوہ ہر مہینہ۔

میں ایام بیض (تیرہ، چودہ، پندرہ) میں روزہ رکھنے کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے، تو ان کے لئے بھی چاند کا دیکھنا کم از کم مستحب ہے۔

تو خلاصہ یہ ہے کہ سال کے بارہ مہینوں کا چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے، یہ الگ بات ہے کہ بعض ماہ کے لئے چاند دیکھنا واجب اور بعض کے لئے مسنون اور بعض کے لئے مستحب ہے۔

چاند دیکھنے کی دعا:

چاند نظر آجائے تو دعاء بھی پڑھنا چاہیے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب چاند دیکھتے تو یہ دعاء پڑھتے تھے۔

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ! اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ"۔

''اللہ اکبر، ہم پر اس چاند کو امن وایمان اور سلامتی اور اسلام، نیز اسی چیز کی توفیق کے ساتھ طلوع فرما جیسے آپ پسند فرماتے ہیں، اور جس میں آپ کی خوشنودی ہے۔ (اے چاند) میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے''

اس موقع پر اہم بات یہ ہے کہ دعا پڑھتے یا چاند دیکھتے وقت چاند کی طرف اشارہ کرنا مکروہ ہے ؛ اس لئے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ نئے چاند کی طرف اشارہ کرتے تھے۔

رمضان میں اعتکاف کا حکم:

رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں اعتکاف، سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔

اعتکاف: عربی زبان کا ایک لفظ ہے، جس کے معنی ٹھہرنے اور اپنے آپ کو روک لینے کے ہیں، شریعت کی اصطلاح میں مسجد کے اندر نیت کے ساتھ اپنے آپ کو مخصوص چیزوں سے روکے رکھنے کا نام ہے۔

اگر کسی ایک شخص نے بھی اعتکاف کرلیا تو سبھوں کے ذمہ سے ترک سنت کا گناہ ختم ہوجائے گا اور اگر کسی نے نہیں کیا تو تمام لوگ ترک سنت کے مرتکب ہوں گے اور گنہ گار ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے پابندی کے ساتھ اعتکاف فرمایا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ وفات تک برابر رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے رہے پھر آپ کے بعد ازواج مطہرات نے بھی اعتکاف فرمایا۔ آپ ﷺ ایک سال اعتکاف نہ کرسکے تو دوسرے سال بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا۔

☆☆

روزے دار کی دعا رد نہیں ہوتی

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی

- ایک روزہ دار کی افطار کے وقت
- دوسرے عادل بادشاہ کی
- تیسرے مظلوم کی (ترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان میں عرش اٹھانے والے فرشتوں کو حکم فرمادیتے ہیں کہ اپنی اپنی عبادت چھوڑ دو اور روزہ داروں کی دعا پر آمین کہا کرو۔

کئی روایات میں رمضان کی دعا کا خصوصیت سے قبول ہونا معلوم ہوتا ہے جب یہ اللہ کا وعدہ ہے اور نبی علیہ السلام نے نقل کیا ہے تو اس کے پورا ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

رمضان: نزولِ ماہ قرآن کریم

● غیاث الدین فلاحی

یقیناً رمضان المبارک وہ پر بہار مہینہ ہے جس میں پروردگار عالم نے از راہ رحم وکرم انسانیت کی فلاح ونجات کے لئے قرآن کریم کی شکل میں چشمۂ ہدایت اتارا۔

''شہر رمضان الذی أنزل فیہ القرآن ھدیً للناس''۔

یعنی ماہ رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو سراسر ہدایت ہے نوع انسانی کے لئے اور پھر انسانوں کے لئے بطور شکرانہ ایک مہینہ کے روزے فرض کئے گئے تاکہ انسان اس نازل کردہ ہدایت اور فضل وکرم پر اپنے معبود حقیقی کا شکر بجالائے۔ اسی لئے مسلمانان عالم ہر سال رمضان کے مہینہ میں روزہ رکھ کر اللہ رب العزت کی الوہیت ووحدانیت کا دم بھرتے ہیں اور ماہ رمضان کو نزول قرآن کی سالگرہ کے طور پر مناتے ہیں اور تراویح وتلاوت اوراذ کار و وظائف وغیرہ کا پرزور اہتمام کرتے ہیں نیز اس پر بہار مہینہ میں ایک دوسرے سے بڑھ کر نیکیاں کمانے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ رمضان کی مثال تو ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مینہ برسایا پھر ندی نالے اس مینہ کے پانی کو اپنے ظرف کے مطابق لے کر بہہ نکلے، اس طرح جس زمین کے اندر ذرہ برابر زندگی کی رمق تھی وہ دیکھتے ہی دیکھتے لہلہا اٹھی اور جو بنجر زمین تھی اس نے اللہ کی رحمت سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھایا، یہی حال رمضان کے تعلق سے مسلمانوں کا ہے کہ جن کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر کا جذبہ ہے وہ اس ماہ مبارک میں خوب سے خوب تر نیکیاں کماتے ہیں، جبکہ کچھ مسلمان اس بارش رحمت سے بھی فیضیاب نہیں ہوتے حالانکہ اللہ کی رحمت بھی اس مہینہ میں بندوں کی طرف خصوصی طور پر متوجہ رہتی ہے۔

اسی لئے رمضان کے تین عشرے (پہلا عشرہ رحمت، دوسرا عشرہ مغفرت اور تیسرا عشرہ جہنم سے خلاصی کا) مقرر کئے گئے ہیں۔

''من صام رمضان ایماناً و احتساباً غفر لہٗ ما تقدم من ذنبہٖ''

یعنی جس نے بحالت ایمان اور بہ نیت ثواب رمضان کے روزوں کا اہتمام کیا اس کے تمام گذشتہ گناہ بخش دیئے گئے۔ رمضان میں انسانی ہمدردی بھی قابل دیدی ہوتی ہے لوگ ایک دوسرے سے بے پناہ ہمدردی وغمخواری کا جذبہ رکھتے ہیں، ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک وسہیم ہوتے ہیں۔ روزوں کی فرضیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ انسان ایک بھوکے پیاسے انسان کی بھوک اور پیاس کا ازخود احساس کر سکے، روزہ دار کو تو یقین ہے کہ وہ غروب آفتاب ہوتے ہی شکم سیر ہو جائے گا، وہ اپنی پیاس وتشنگی سے بھی سیراب ہو

جائے گا،لیکن عام حالات میں ایک بھوکے پیاسے انسان کو تو یہ بھی امید نہیں ہے کہ اس کو کہیں سے نانِ شبینہ بھی میسر ہو سکے گی۔ اس لئے اللہ رب العزت نے زکوٰۃ جیسا کفالتی نظام مقرر کیا ہے کہ ایک تو نگر ومتمول مسلمان اپنے غریب و نادار اور مسکین و لاچار مسلمان بھائیوں کی مالی امداد و اعانت کریں، صدقۂ فطر کا نظام قائم کیا گیا تا کہ دنیا کے سارے مسلمان عید کی خوشیوں میں شامل ہوسکیں۔

دراصل جنت سے بے دخلی کے وقت شیطان نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ میں تیرے بندوں کو آگے سے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے غرض ہر طرح سے بہکاؤں گا یہاں تک کہ تو اکثر لوگوں کو ناشکرا و نافرمان پائے گا، جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میں تیرے کارندوں اور گمراہ انسانوں سے جہنم کو بھر دوں گا اور میرے بندے بہت سے ایسے بھی ہوں گے کہ جن پر تیری کوئی بھی چال کارگر نہ ہوگی، بلکہ وہ بے چوں چراں میرے احکام کو بجا لائیں گے۔ افطار سے پیشتر ایک روزہ دار کی اللہ کے نزدیک کتنی ہی پسندیدہ ادا ہوتی ہے جب دسترخوان پر تمام اشیاء خورد ونوش موجود ہوتی ہیں، روزہ دار دسترخوان پر موجود بھی ہوتا ہے، اس کی نگاہیں دسترخوان پر ٹکی ہوئی ہوتی ہیں، لیکن جب تک اللہ کا منادی افطار کی اجازت نہیں دیتا تب تک روزہ دار اپنا ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا اور جیسے ہی غروب آفتاب کے وقت 'اللہ اکبر' کی صدا بلند ہوئی کہ یک بیک بے ساختہ ہاتھ افطاری کی طرف لپک جاتے ہیں۔ کتنا ہی دلفریب منظر ہوتا ہے اور شیطان کے لئے کتنا ہی رسوا کن یہ مرحلہ ہوتا ہے کہ اللہ کے نیک بندے جائز چیزوں میں بھی اللہ کی اجازت کے طلبگار ہیں۔ تبھی تو خوش ہو کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، حدیث قدسی میں وارد ہے۔

''الصوم لی و أنا أجزی بہٖ''

یعنی روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دونگا۔ حقیقت میں ایک روزہ دار چاہے تو چپکے سے تنہائی میں کھا پی سکتا ہے، اس کے پاس کھانے پینے کا سامان بھی مہیا ہے، تنہائی کے مواقع بھی فراہم ہیں لیکن وہ نہیں کھاتا پیتا ہے اس لئے کہ اس نے اللہ کیلئے روزہ رکھا ہے، کوئی انسان اسے نہیں دیکھ رہا ہے تو کیا ہوا اس کا خدا اس کو دیکھ رہا ہے جس کی مغفرت اور جنت کے حصول کے لئے اس نے روزہ رکھا ہے اور یہی چیز اللہ اپنے بندوں کے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے۔

''کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون''

کہ اے ایمان والوں تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تمہارے اندر اللہ کی خشیت اور اس کا خوف وتقویٰ پیدا ہو، تم اللہ کے نیکوکار بندے بن سکو، تم شیطان کے راستے کو چھوڑ کر صراط مستقیم پر چلو، تمہارے دل اللہ کے خوف سے لبریز ہوں، کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے تم اللہ رب العزت کی رضا و خوشنودی اس میں تلاش تب جا کر کوئی فیصلہ کرو۔ الغرض رمضان انسان کی زندگی میں ایک انقلاب برپا کرنا چاہتا ہے، اس کی زندگی میں تبدیلی لانا چاہتا ہے، اس کو مصلحت پرستی کے بجائے توحید وحق پرستی سکھانا چاہتا ہے۔

☆☆

رمضان کا روحانی اور اقتصادی پہلو

• مفتی محمد یحییٰ قاسمی

رمضان میں سب سے اہم عمل روزہ ہے۔صحیح بخاری میں حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ ’جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت (یعنی اخلاص) سے رکھے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں‘۔روزے کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری ہے اور قرآن کے مطابق اس کا اصل مقصد تقویٰ کا حصول ہے،لیکن اس کے علاوہ روزے کی فرضیت میں اللہ نے انسان کی انفرادی اور اجتماعی تربیت کے لئے بے شمار حکمتیں رکھی ہیں جن کا احاطہ ممکن نہیں۔ہر فن کا ماہر روزے کو اپنے نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے اور اس کی حکمتیں بیان کرتا ہے۔ایک طرف ایک صوفی اس کو تصوف کی تربیت قرار دیتا ہے، تو دوسری طرف ایک قانون داں اس کو قانون کے پالن کرنے کی تربیت گردانتا ہے۔ایک سماجی کارکن اس کو اخوت اور ہمدردی کے لئے نمونہ قرار دیتا ہے تو ایک طبیب کی نگاہ میں روزہ صحت کا راز ہے۔ اسی طرح ایک ماہر اقتصادیات اس کو اقتصادی اعتبار سے قوم وملت کے لئے ایک نسخۂ کیمیا سمجھتا ہے۔غرض کہ ہر فن کے لوگ اس کے لئے الگ حکمتیں بیان کرتے ہیں۔ان میں کا ہر شخص صحیح ہے کیوں کہ ہر حکم خداوندی میں بیشمار حکمتیں ہوتی ہے جن تک رسائی ممکن ہے۔ یہ ساری حکمتیں اپنی اپنی سمجھ کے اعتبار سے ہیں اور اصل حکمت تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ذیل میں ہم رمضان اور روزے کی اقتصادی حکمت کو بالتفصیل اور دوسرے فائدوں کو بالاجمال ذکر کرتے ہیں کہ قادر مطلق نے ان میں اقتصادیات کی کتنی حکمتیں پوشیدہ رکھی ہیں۔ایک صوفی کی نظر میں روزے میں نفس کی تربیت کا بہترین انتظام ہے۔حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ فرماتے ہیں کہ روزے کے ذریعے سے جب نفس کو مرغوبات سے روکنے کی عادت پڑ جائے گی تو پھر اسے شرعاً حرام چیزوں سے روکنا آسان ہوجائے گا۔جب روزے کی وجہ سے قوت نفس اور شہوت میں ضعف آئے گا تو متقی بن جاؤ گے۔روزہ میں یہ بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے کہ اس سے سرکش نفس کی اصلاح ہوتی ہے اور شریعت کے احکام پر پابندی ہونے لگتی ہے۔متقی بننے کا یہی معنی ہے کہ انسانی نفس اس کے تابع ہوجائے اور احکام شریعت پر عمل آسان ہوجائے۔

ایک قانون داں کے خیال میں روزہ قانون کی پابندی سکھاتا ہے۔روزے کے ذریعہ انسان ایک مقررہ وقت کے لئے حلال اکل وشرب سے بھی رک جاتا ہے۔مقصد اس کا یہ ہے کہ یہ قانون کا پابند ہوجائے۔جب وہ قانون کی پابندی کے ذریعے حلال چیزوں سے رک سکتا ہے تو وہ حرام چیزوں سے بھی رک جائے گا۔کھانے پینے اور انفسانی خواہشوں کی تکمیل سے انسان کا نفس مزید پھلتا اور پھولتا ہے۔اسے کمزور کرنے کے لئے اسلام نے روزے کا قانون نافذ کیا تا کہ نفس انسانی کو فاقہ کے ذریعے سے کمزور کیا جاسکے۔ لعلکم تتقون کا یہی مطلب ہے کہ انسان میں تقوی جیسی اچھی

خصلت پیدا ہوجائے۔

ایک سماجی کارکن کی نگاہ میں روزے سے اخوت اور ہمدردی کا احساس اجاگر ہوتا ہے۔روزے میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے، تو اسے ان لوگوں کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے جن کی زندگی تنگ دستی اور فقروفاقہ میں گزرتی ہے۔چنانچہ وہ اپنی طاقت کے مطابق ان سے بھائی چارگی کا اظہار کرتا اور ان کی تکلیفوں کو دور کرنے میں ان سے ساتھ تعاون کرتا ہے،جیسا کہ اسلام کا تقاضا ہے۔

ایک مہذب اور اخلاق واقدار کے حامل شخص کی رائے میں روزہ اخلاق وکردار کی بلندی پیدا کرتا ہے۔نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''روزہ ایک ڈھال ہے، جب تم میں سے کسی کا روزہ ہوتو دل لگی کی باتیں کرے نہ شوروشغب۔اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑنے کی کوشش کرے تو کہہ دے، بھئی! میں تو روزے دار ہوں۔'' اس حدیث میں روزے کو ڈھال قرار دیا گیا ہے،کس چیز سے؟ گالی گلوچ سے،شوروشغب اور دل لگی کی باتوں سے،حتی کہ کوئی گالی بھی دے تو کہہ دیا جائے کہ، میں تو روزے دار ہوں، میں روزے کی حالت میں اپنی زبان کو گالی سے آلودہ نہیں کروں گا،لڑائی کا جواب لڑائی سے نہیں،عفوودرگزر سے دوں گا۔یہ اخلاق وکردار کی وہ بلندی ہے جو روزے سے پیدا ہوتی ہے اور ہونی چاہیے۔

ایک طبیب کی نگاہ میں روزہ صحت کا راز ہے۔حضور ﷺ کا ارشاد ہے''روزہ رکھو صحت یاب ہو جاؤ گے۔''(الطبرانی)۔کیوں روزہ آنتوں کی صفائی،معدے کی درستگی،فضلات سے بدن کی تطہیر، موٹاپے اور وزن کی کمی کا سبب ہوتا ہے جو کہ صحتمند رہنے کے لئے ضروری ہے۔یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ''انسان نے اپنے شکم سے بدتر ظرف کو پر نہیں کیا،آدمی کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کے پیٹھ کو کھڑا رکھ سکیں۔پس اگر ناچار ہوتو اس کی ایک تہائی کو کھانے کے لئے،ایک تہائی کو پینے اور ایک تہائی کو سانس لینے کے خالی رکھے۔''(ترمذی،نسائی،ابن ماجہ) اس حدیث میں پیٹ خالی رکھنے کی بات کہی گئی ہے۔اس لئے کہ پیٹ خالی رکھنا اور کم کھانا جیسا کہ روزہ میں ہوتا ہے انسان کے لئے بہت سی جسمانی بیماریوں جیسے بلڈ پریشر، ذیابیطس،آنتوں کے عوارض، گردوں اور دل کے امراض سے حفاظت کا سبب ہے۔

ایک ماہر اقتصادیات کی نظر میں رمضان اور روزہ اسلامی معاشی نظام کا ایک حصہ ہے۔رمضان اقتصاد اور میانہ روی کا مہینہ ہے،اس لئے کہ اس میں اقتصاد کے بہت سے اسباق ملتے ہیں جو کہ حسن عمل اور عبادت میں مطلوب ہے۔یہ اقتصادی اسباق مندرجہ ذیل اجزاء پر مشتمل ہیں:

اقتصاد کا پہلا سبق روزے کے ذریعہ فقراء اور مصیبت زدہ لوگوں کے حوالے سے احساس ہمدردی پیدا کرنا ہے۔رمضان کا مہینہ روزے دار کے لئے فقیر،مصیبت زدہ کے تکلیف کو جاننے کا موقع فراہم کرتا ہے۔روزے کی حالت میں بھوک اور پیاس کی شدت روزے دار کو یہ سبق دیتی ہے کہ ایک نان شبینہ کے محتاج کے لئے قوت لایموت کی کیا اہمیت ہوتی ہے۔دنیا کے مختلف خطوں میں بہت سے مسلمان کھلے آسمان کے نیچے اپنی پوری زندگی گزاردیتے ہیں اور جن کے پاس پیٹ کی آگ کی بجھانے کے لئے پانی بھی نہیں ہے۔روزے میں بھوک پیاس کا احساس روزہ دار میں ان لوگوں کو یاد رکھنے کا احساس جگاتا ہے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی دعوت دینے کے ساتھ ان کو فقراء کی دست گیری اور معاونت پر ابھارتا ہے۔اس کے نتیجے میں مال کی گردش ہوتی ہے اور

معاشرہ میں اقتصادی توازن پیدا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رمضان کو خیرات کا موسم اور اجر کو بڑھانے کا ذریعہ بنایا ہے، اور ایمان والوں کے لئے ایک عمل پہ ستر گنا ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔ حضورﷺ کا ارشاد ہے کہ "جو شخص رمضان میں نفلی عبادت کے ذریعے تقرب الٰہی کا طلب گار ہوگا تو اس کو اس شخص جیسا ثواب ملے گا جس نے رمضان کے علاوہ میں فرض ادا کیا اور جس نے اس میں فرض ادا کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے رمضان کے علاوہ میں ستر فرض ادا کئے۔ یہ مہینہ ہمدردی اور غمخواری کا ہے، جو شخص اس مہینے میں کسی کو روزہ افطار کرائے گا تو اس کا یہ عمل اس کے گناہوں کی مغفرت کا سبب اور دوزخ کی آگ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا، اور اس کو روزہ دار کے ثواب میں کمی کئے بغیر روزے دار کے برابر ثواب دیا جائے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ! ہم میں سے ہر شخص کے اندر افطار کرانے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو یہ ثواب عطا فرمائے گا جو کسی روزہ دار کو ایک کھجور، پانی کا ایک گھونٹ یا تھوڑی سی لسی سے افطار کرادے۔" (بیہقی، ابن خزیمہ) ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جو کسی روزہ دار کو پانی پلائے اللہ تعالیٰ میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے کہ وہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا۔" (ابن خزیمہ) اسی لئے رمضان میں فقیر کی غمخواری اور اعانت کرنا زیادہ اجر کا باعث ہے چاہے وہ مال، مأکولات، مشروبات یا نرم بول کے ذریعہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ "حضورﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک میں جب حضرت جبرئیلؑ آپ سے ملاقات کرتے تھے تو آپ اور زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔ آپﷺ بھلائی اور خیر کے کاموں میں تیز ہوا سے زیادہ فیاضی اور سخاوت فرماتے تھے۔" گویا کہ اس مہینے میں فقیروں کو کھانا کھلانا، روزہ دار کو افطار کرانا اور سخاوت کا مظاہرہ کرنا رمضان کا حدیث نبویﷺ تقاضا ہے۔ اسکے نتیجے میں بہت سے سماجی، معاشی اور اقتصادی مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔

اقتصاد کا دوسرا سبب روزے کے ذریعہ انفاق اور خرچ میں میانہ روی کا سبق دینا ہے۔ رمضان صدقات میں اضافے اور برکات کے نزول کا مہینہ ہے۔ گویا کہ یہ مسلمانوں کے اقتصادی برکت کا سیزن ہے۔ اسی کی طرف حضورﷺ نے اشارہ فرمایا "تمہارے پر رمضان آیا ہے جو برکت والا ہے۔" (طبرانی) اسی طرح آپﷺ کا ارشاد ہے "اے لوگوں تم پر ایک عظیم اور برکت والا مہینہ سایہ فگن چکا ہے۔" (البیہقی) دوسری جگہ ارشاد ہے کہ "اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔" قرآن میں غور فکر کرنے والا اگر گہرائی سے دیکھے گا تو اسے تقویٰ اور برکت میں ایک واضح ربط نظر آئے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے (امتوں کے) لوگوں پر فرض کیا گیا تھا اس توقع پر کہ تم (روزہ کی بدولت رفتہ رفتہ) متقی بن جاؤ۔ (سورہ بقرۃ:۱۸۳) دوسری جگہ ارشاد ہے "اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے۔" ان دونوں آیتوں کے مجموعے سے یہ چیز ثابت ہوتی ہے کہ برکت کا نزول تقویٰ پر منحصر ہے اور اللہ تعالیٰ روزے کے ذریعہ بندوں کو متقی بنانا چاہتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ روزے کے ذریعے اپنے بندوں کو روزی اور برکتوں سے نوازنا چاہتے ہیں۔

چنانچہ ان ماہ مبارک میں اقتصادی برکت تو ہوتی ہے، لیکن اسلام کے ہرامر میں میانہ روی کے واضح تعلیمات کے باوجود ہماری کوتاہی کے سبب یہ برکت ہماری متنوع غذاؤں کے سیلاب میں بہہ جاتی ہے۔ ہمارے یہاں فضول خرچی میں لوگ سخی ہیں۔ جیسا کہ امریکہ کے سینتیسویں صدر رچرڈ نکسن نے عربوں کے تعلق سے کہا تھا:"عربوں کو پیسہ بنانا نہیں آتا ہے لیکن ان کو خرچ کرنا اچھی طرح آتا ہے۔"

دوران روزہ کھانے پینے اور ان جیسی اشیاء سے رکنا مسلمانوں میں ان اشیاء کی خرچ میں کمی کرنا ہے جو وہ غیر رمضان میں کیا کرتے تھے۔ جامعہ ازہر کے صالح کامل سینٹر فار اسلامک اکونومی مصر کے مطابق اگر روزے کو ان کے شرعی اصولوں کے مطابق ادا کیا جائے تو مصری معیشت کو ہر سال ۳۰ ارب مصری پونڈ کا فائدہ ہوسکتا ہے، لیکن اس کے برخلاف غذاؤں میں تنوع اورافراط کے سبب ہماری اقتصادیات پر برا اثر پڑتا ہے۔ خلیجی ممالک کے بعض رپورٹوں کے مطابق "تیار شدہ کھانوں کا پینتالیس فیصد حصہ کچرے کے ڈبوں میں پھینک دیا جاتا ہے۔" گویا کہ مسلمانوں نے رمضان کے مہینے کو فضول خرچی کا سیزن قرار دے دیا ہے۔ شام ہوتے ہی بازار پر ٹوٹ پڑتے ہیں، اور ماکولات اور مشروبات کی وہ نئی نئی قسمیں پسند کرتے ہیں جو غیر رمضان میں متصور نہیں تھی۔ جسکے نتیجے میں مال کا ضیاع، جسمانی کسل مندی، عبادات کی ادائیگی میں سستی، بازار میں ایک معتد بہ وقت کا ضیاع، اور بہت سے انواع اقسام کے کھانے چیزوں میں وقت کی بربادی کے ساتھ اس کا بہت سا حصہ کوڑا کرکٹ کے ڈبوں میں پہنچ جاتا ہے۔

فضول خرچی ہر چیز میں ممنوع ہے۔ یہاں تک حضور ﷺ نے حضرت سعدؓ کے سوال 'کیا وضو میں بھی اسراف ہے' کے جواب میں ارشاد فرمایا: ہاں! اگر چہ تم نہر جاری ہی پر (کیوں نہ وضو کررہے) ہو۔" (ابن ماجہ) حضور ﷺ نے اقتصادی فلسفہ بیان کرتے ہوئے خرچ کرنے کے تعلق ارشاد فرمایا "جو شخص (خرچ) میں میانہ روی اختیار کرے گا وہ محتاج نہیں ہوگا۔" اسی کے ساتھ جب قیامت کے دن مال کے متعلق سوال و جواب ہوگا تو پوچھا جائے گا کہ "کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔" اس کے علاوہ بھی بہت سی آیات واحادیث میں فضول خرچی کی ممانعت ہے۔ جب عام دنوں میں فضول خرچی کی ممانعت ہے تو رمضان میں یہ چیز بدرجۂ اولی ممنوع ہوگی۔

بیشک رمضان برکتوں والا، فقیروں کی حاجت روائی، مظلوموں کی دادرسی کا مہینہ ہے۔ اس میں ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر ہے۔ اسی کے ساتھ یہ مہینہ متقی بنانے، قانون کی پابندی سکھلانے، صحت کے اصول بتانے، سماجی ضروریات کے حوالے سے فکر مند رہنے اور اقتصادی اعتبار سے مضبوط ہونے کے اسباق فراہم کرتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ رمضان کے برکتوں کے ساتھ اصول میانہ روی اور اعتدال کو ملحوظ رکھا جائے۔ اتنا کھایا جائے کہ روزے کا مقصود فوت نہ ہو، اتنا نہ خرچ کیا جائے کہ میانہ روی کے حدیں پار ہوجائیں، کھانا اتنا نہ پکایا جائے کہ وہ کوڑے کے ڈبوں میں چلا جائے، اور سحری اتنی نہ کھائی جائے پورے دن کھٹی ڈکار آتی رہے۔ ان تمام چیزوں میں اگر اعتدال کو ملحوظ رکھا جائے تو روحانی تربیت کے ساتھ بہت اقتصادی فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

☆☆

مدارس اسلامیہ اوران کے سفراء کودرپیش مشکلات

شمس تبریز قاسمی

رمضان المبارک کا مہینہ خیر و برکت کا منبع اورنیکیاں کمانے کا عظیم موقع ہے ۔ یہ مہینہ گناہوں سے پاک ،صاف ہونے ، نامہ اعمال میں ثوابوں کا ذخیرہ جمع کرنے اور خدائے پاک کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کا ہے۔اس ماہ مبارک میں مسلمانوں کی تمام تر توجہ عبادت وریاضت پر ہوتی ہے۔ ہراہل ایمان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ عبادت کا شرف حاصل کرسکے۔کوئی ادنی سی معیصت کا ارتکاب نہ کرسکے۔ ہر پل اور ہرلمحہ کارآمد ثابت ہوسکے۔ ماہ رمضان کی اس برکت کا فائدہ اہل مدارس بھی خوب اٹھاتے ہیں اور اپنے سال بھر کا بجٹ اسی مہینے میں طے کرتے ہیں۔

ماہ مبارک میں برصغیر کے غیر سرکاری امدادیافتہ تمام مدارس اپنے سال بھر کے بجٹ کا انتظام کرتے ہیں۔ ہندوستان میں واقع مدارس کے اساتذہ اورسفراء حضرات رمضان میں تمام بڑے شہروں میں چندہ کی غرض سے نکل جاتے ہیں۔ ہندوستان کی اقتصادی راجدھانی ممبئی اورقومی راجدھانی دہلی میں آنے والے سفراء کی تعداد سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ کچھ ارباب مدارس مدارس کی چوفہ طرفہ ترقی کے لئے لندن، کناڈا، افریقہ اورخلیجی ممالک کا بھی سفر کرتے ہیں۔ بیرون ممالک کا سفر کرنے والے کس حال میں ہوتے ہیں انہیں کس طرح کی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کا تو مجھے اندازہ نہیں ہے لیکن جوحضرات اندرون ملک مدارس کے لئے چندہ کرتے ہیں ان کی پریشاناں دردناک اورحیرت انگیز ہے۔ وہ قدم قدم پڑ ناگہانی مصائب کا سامنا کرتے ہیں ۔ پورے رمضان مشکلات کے سایے میں گھرے ہوئے رہتے ہیں ۔ذیل میں ہم سفراء کو درپیش مسائل کا ایک سرسری جائزہ پیش کررہے ہیں کہ رمضان میں مدارس کے سفراء کو چندہ کے نام پر کسی طرح کی پریشانیوں سے گذرنا پڑتا ہے لیکن ان سب کے باوجود ان کا عزم حوصلہ پست نہیں ہوتا ہے۔

رمضان میں دوران سفر ایک اہم مسئلہ ان کی رہائش کا ہوتا ہے ممبئی ، دہلی ، کولکاتا ،چنئی بنگلوراور دیگر شہروں میں چندہ کی غرض سے جانے والے علماء اورسفراء کی ایک کثیر تعداد ہوتی ہے لیکن بہت ہی کم ایسے خوش نصیب ہوتے ہیں جنہیں کہیں رہائش مل پاتی ہے۔اکثر وہ ہوتے ہیں جو کسی قریبی رشتہ دار کے نہ ہونے کی وجہ سے قیام کے نظم سے محروم ہوتے ہیں۔یہ حضرات ہوٹل میں بھی قیام نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی ایک ماہ کے لئے الگ سے روم کرایہ پر لیتے ہیں کیوں کہ ان کے اخراجات کا بجٹ محدود ہوتا ہے۔ان کی فکر یہ ہوتی ہے کہ شب روز کی مشقت سے ملنے والی چندہ کی رقم میری ذات پر ذرہ برابر بھی صرف نہ ہو۔وہ رقم اپنے صحیح مصرف میں استعمال ہوجائے۔ مدارس کے نادار اور غریب بچے ہی مکمل طور پراس سے استفادہ کریں۔ چناں چہ یہ حضرات رہائش کا نظم نہ ہونے کی وجہ سے کبھی مسجد میں سوجاتے ہیں کبھی کسی کے کارخانے میں تو کبھی کہیں اوررات بسر کرلیتے ہیں۔ اوراس طرح جدوجہد کی زندگی بسر کرکے یہ حضرات مدرسہ کے لئے

کام کرتے ہیں۔ کچھ شہر ایسے ہیں جہاں مساجد میں نماز فجر کے بعد ٹھہرنے پر پابندی عائد کردی جاتی ہے جس سے ان کی آخری امید بھی ختم ہوجاتی ہے۔ دل والوں کی دلی بھی ان ہی شہروں میں شامل ہے جہاں کے متولی حضرات مسجد میں نماز کے قیام بعد سونے کوممنوع قرار دیتے ہیں۔ ممبئی کی مساجد کے ذمہ دار اس حوالے سے فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور سفراء کے نماز کے بعد کچھ دیر مسجد میں آرام کر لینے پر کسی طرح کی پابندی نہیں لگاتے ہیں۔ چندہ کے دوران قیام کے ساتھ طعام بھی ایک اہم معاملہ ہوتا ہے۔ جس کا کہیں کوئی مستقل نظم نہیں ہونے کی بنا پر انہیں دقتوں کا سامنا ہوتا ہے۔

اس سفر کا سب سے کٹھن باب عوام سے ملنا اور ان سے چندہ لینے کا ہوتا ہے۔ یہ وہ موقع ہوتا ہے جہاں مدارس کے سفرا کو عوام انتہائی حقارت آمیز نظروں سے دیکھتی ہے۔ چندہ کی غرض سے جانے والے علماء کو امراء کی جماعت ذرہ برابر عزت واحترام نہیں دیتی ہے۔ پیسہ کے نشہ میں وہ اس قدر مست ہوتے ہیں کہ وہ از راہ انسانیت ایک عام انسان کا احترام وآداب بھی ملحوظ نہیں رکھ پاتے ہیں۔ اپنے ماضی کو فراموش کرکے کچھ اس انداز سے مخاطب ہوتے ہیں جیسے کہ دولت پر ان کی خاندانی اجارہ داری قائم ہے۔ کچھ لوگ تو وہ ہوتے ہیں جو مولوی کو دیکھتے ہی طنزیہ جملہ کسنا شروع کر دیتے ہیں جیسے کہ ''مدرسہ کے نام پر اب کارخانہ چلایا جارہا ہے۔ چندہ کے نام پر دھندہ ہورہا ہے''۔ یہ سب جملہ کہنے کے بعد جیب سے پچاس روپے نکال کر اس طرح وہ دیتے ہیں جیسے انہوں نے ایک احسان عظیم کردیا ہو۔ کچھ صاحب ثروت وہ ہوتے ہیں جو سفیر سے دسیوں طرح کا تصدیق نامہ طلب کرتے ہیں پھر ناک بھوں چڑھا کر پچاس سو روپے نکال کر یہ کہتے ہیں کہ ''آ گئے ہیں کہ تو پچاس کی رسید بنا ہی دیجئے ہم کسی کو خالی نہیں لوٹاتے ہیں''۔ کچھ لوگ مدرسہ کو بند کرنے کا مشورہ دینے لگتے ہیں کہ اب مدرسہ میں پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں رہ گیا مدارس کے طلبہ کو کہیں بھی ملازمت نہیں ملتی ہے یہ دس پندرہ سالوں تک مدرسہ میں زندگی گذارنے کے بعد بھی جاہل رہتے ہیں۔ پھر کیا فائدہ ہے ان مدرسوں کا۔ یہاں چندہ دینا زکوۃ کی رقم ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ اوپر کے یہ چند جملے بطور مثال ہیں جس کا سامنا ارباب مدارس اور اس سے وابستہ افراد شب وروز کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ مدارس کے سفراء کو اتنی حقارت کے ساتھ کیوں دیکھا جاتا ہے۔ چندہ کا لفظ جب مدرسہ سے جڑ جاتا ہے تو اس کا مذاق اڑانا کیوں شرع کردیا جاتا ہے۔ حالاں کہ یہی چندہ جب کسی اور ادارے سے وابستہ ہوتا ہے تو اس کو بے پناہ اہمیت دی جاتی ہے۔ سیاسی پارٹیاں چندہ کرکے پانی کی طرح انتخابی مہم میں اسے بہاتی ہے۔ اسکول والے ڈونیشن کے نام پر بڑی بڑی رقم گارجین سے لیتے ہیں۔ این.جی.اوز دن ورات چندہ اکٹھا کرنے میں ہی مصروف ہوتی ہیں۔ مختلف طرح کے پروگرام، جیسے جلسہ، تعلیمی بیداری کانفرنس، مشاعرہ، قوالی، ڈانس بار اور دیگر پروگرام چندہ کرکے کئے جاتے ہیں۔ اخبارات والے بھی چندہ لینے کی تگ ودو میں رہتے ہیں اور عوام ان سب مواقع پر خوشی بہ خوشی چندہ دیتی ہے لیکن جب یہی چندہ مدارس سے وابستہ ہوتا ہے تو حکومت بھی مدارس کو قانی زد میں لانے کی کوشش کرتی ہے عوام بھی نفرت آمیز رویہ اپناتی ہے۔ امراء بھی علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف مدارس اسلامیہ کو چندہ دینے سے کتراتے ہیں۔ جو کوئی دیتے ہیں وہ دسیوں کڑوے جملے سنا دیتے ہیں۔ آنکھ بھوں چڑھاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک گروہ ان جدید تعلیم یافتہ لوگوں کا ہے جو مدارس کے چندہ کے خلاف عوامی سطح پر تحریک

چلانے میں سرگرم ہے۔ان کی کوشش ہے کہ مدارس کو کسی طرح کا چندہ نہ دیا جائے۔زکوۃ کی رقم کا اہل مدارس کے غریب ونادار طلبہ کو نہ سمجھا جائے۔

گذشتہ دنوں اسی طرح کا ایک واقعہ میں نے بذات خود مشاہدہ کیا ہے۔دہلی کے ایک مدرسہ کے مہتمم ایک تاجر کے پاس بکار چندہ گئے۔مہتمم صاحب میرے دوستوں میں ہیں اور جن کے پاس گئے تھے وہ بھی میرے بچپن کے ساتھی ہیں اس لئے میں بھی مہتمم صاحب کے ساتھ گیا تا کہ ان سے ملاقات ہوجائے گی۔نیز وہ تاجر صاحب ان کے قریبی دوستوں میں شامل ہیں لیکن جب ان سے مدرسہ کی رسید کٹانے کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے پہلے کہا کہ ہم سے ابھی مت لیجئے بعد میں دیکھ لیجئے گا۔جواب میں انہیں کہا گیا کہ آپ رسید بنوالیں رقم بعد میں لے لیں گے گذشتہ مرتبہ بھی آپ نے ایسا ہی کیا تھا اس جملے کے بعد لا جواب ہوکر انہوں نے اپنے دل کی بات کہی کہ اب ہم نے مدرسہ کی امداد کا دروزاہ بند کردیا ہے۔سال رواں سے کسی بھی مدرسہ والے کو ہم نے چندہ نہ دینے کا عہد کرر کھا ہے۔ان سے جب ہم نے پوچھا کہ پھر آپ اپنے زکوۃ کی رقم کسے دیں گے تو انہوں نے کہا کہ ہم غریبوں کو دیں گے مدارس والے زکوۃ کے اہل نہیں ہیں۔ان سے ملت کا کوئی بھی مفاد وابستہ نہیں ہے۔ساتھ ہی انہوں نے یہ یقین دہائی بھی کرائی کہ ہماری دوستی برقرار رہے گی،تعلقات پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

یہ حالات ہیں۔مدارس کے اساتذہ اور سفراء کو چندہ کے لئے اس طرح کے ذلت آمیز مواقع سے گذرنا پڑتا ہے۔سب وشتم کے ماحول میں رہنا پڑتا ہے لیکن اس سب حالات کا سامنا کرنے کے باوجود قوت برداشت کا عظیم مظاہرہ کرتے ہوئے اہل مدارس دینی تعلیم کو فروغ دینے میں رواں دواں ہیں۔ڈانٹ ڈپٹ سننے،لوگوں کے برا بھلا کہنے،سب وشتم کے حالات کا سامنا کرنے اور حقارت آمیز نظروں سے دیکھے جانے سے لاپرواہ ہوکر اہل ثروت کی دہلیز پر پہنچتے ہیں۔مدارس کی بقا کے لئے ان سے مدد کا مطالبہ کرتے ہیں۔ان کے زکوۃ وعطیات کی رقم لیتے ہیں کیوں کہ ان کا مشن علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت ہے۔اسلامی علوم وفنون کا بقا ہے۔قرآن کریم کی تعلیمات عام کرنا ہے۔قوم کے نونہالوں کو اسلامی رنگ میں رنگنا ہے۔مسلم فیملی میں جنم لینے والوں کو باعمل مسلمان بنانا ہے۔ہندوستان میں اسلامی شناخت کو برقرار رکھنا ان کا دیرینہ خواب ہے۔یہی ہے اغراض ومقاصد ہیں جس کے لئے وہ ہرطرح کی ذلت برداشت کرنے پر آمادہ رہتے ہیں۔دردر کی ٹھوکریں کھاتے ہیں۔پانچ منزلہ مکانوں پر تنگ زینہ ہونے کے باوجود چڑھتے ہیں۔عوام الناس کی طعن وتشنیع کو نظر انداز کرکے چلتے ہیں۔کیوں کہ انہیں علماء معلوم ہے کہ دین کا کام ہر زمانے میں مشقت بھرا رہا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ سے لے کر اب تک جن لوگوں نے بھی ملی مفاد کی خاطر کام کیا ہے انہیں اسی طرح کا حالات سے گذرنا پڑا ہے۔کانٹوں بھرے راستہ سے گذر کر ہی دین کی خدمات انجام دی گئی ہے۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام کا اسوہ حسنہ ہمارے سامنے کہ ان حضرات نے دین کی خاطر کیسی کیسی مشقتیں جھیلیں ہے۔ علماء،سفراء اور اساتذہ کی انہیں عظیم قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہندوستان میں اسلام بلندوبالا ہے۔مساجد آباد ہیں۔مکاتب اور مدارس زندہ ہیں۔اسلام دشمن طاقتوں کی مسلسل ہورہی ریشہ دوانیوں کے باوجود اسلام کا بال بیکا نہیں ہوسکا ہے۔اسلامی کلچر کا رواج ہے۔مذہبی اور اسلامی شعار اپنانے کا جذبہ

ہنوز مسلمانوں کے دلوں میں برقرار ہے۔ مدارس کی خدمات کا جائزہ اگر ایک جملہ میں لیا جائے تو وہ یہ کہ ان مدارس نے ہندوستان کو اندلس بننے سے بچایا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مدارس ان مقامات میں سرفہرست ہے جہاں زکوۃ وصدقات کی رقم کا صحیح استعمال ہوتا ہے۔ اہل مدارس دو دو روپے جمع کر کے ملت کے لئے حفاظ اور علماء کی ٹیم تیار کرتے ہیں جو کل ہو کر ملت کا قیمتی سرمایہ بنتے ہیں۔ ان کی آخرت کو سنوارتے ہیں۔ معاشرہ کی اصلاح کرتے ہیں۔ مساجد و مکاتب کو آباد کرتے ہیں۔ ملک وملت کو در پیش تمام مسائل سے نبرد آزما رہتے ہیں۔ ہر محاذ پر ملی مفاد کی خاطر قربانیاں دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس ضمن میں ہمیں اس حقیقت کا بھی اعتراف ہے کہ کچھ لوگ مولوی کی شکل اختیار کر کے فرضی رسیدیں چھپوا کر چندہ کرتے ہیں۔ تو کچھ لوگ مولوی کا لباس پہن کر مدرسہ برائے دھندہ قائم کرتے ہیں لیکن کسی ایک دو کے اس طرح سے کرنے اور شاذ و نادر کے طور پر اس طرح کا واقعہ پیش آجانے کے بنا پر نفس مدرسہ پر اس طرح کا الزام نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ مدارس کی خدمات سے پردہ پوشی نہیں کی جاسکتی ہے۔ جو لوگ اس طرح کے نادر واقعات پر تمام مدرسوں کے حالات کو قیاس کرتے ہیں وہ کج فہمی کے شکار ہیں۔ مدارس کے فوائد وثمرات سے لاعلم ہیں۔ دینی اداروں کی روشن تاریخ سے ناواقف ہیں۔ اسلامی درس گاہوں کی خوبیاں ان تک نہیں پہنچ سکی ہے۔

مدارس کی اہمیت کل بھی تھی آج بھی ہے اور تا قیامت رہے گی۔ اسی کی بدولت مسلمانوں کا شعار باقی ہے۔ مذہب اسلام کی غیرت وحمیت برقرار ہے۔ مسلم بچوں کو قرآن پڑھنا آیا ہے۔ انہیں اسلام کی بنیادی تعلیم نصیب ہوسکی ہے۔ مذہبی معلومات اور اسلامی تعلیمات سے وہ بہرہ ور ہوئے ہیں۔ ان کے ذہن و دماغ اسلام کے تئیں حساسیت آئی ہے۔ مذہب کی حفاظت اور اس کے فروغ کا جذبہ بیدار ہوا ہے۔ سماجی اور اصلاحی افکار سے سرشار ہوئے ہیں۔ مدرسہ کو برا بھلا کہنا، چندہ دینے کے نام پر احسان عظیم جتلانا، عوام کو مدارس کے خلاف ورغلانا اور من گھڑت الزام تراشی کرنا ایک بیمار معاشرہ اور زوال پذیر قوم کی علامت ہے۔ مسلمانوں کو تعلیم سے محروم رکھنے کی ایک ناپاک سازش ہے لیکن ان سب کے باوجود مدارس کا سلسلہ جاری ہے۔ بہی خواہان ملت کی ایک جماعت آج بھی موجود ہے جو مدارس کی دل کھول کر امداد کرتی ہے۔ مدرسہ کی ترقی میں ہر طرح کا تعاون پیش کرتی ہے اور اس حقیقت پر قائم ہے کہ مدارس اسلام کا قلعہ ہیں۔ جس دن یہ قلعہ منہدم ہوگا اسلام پر چوطرفہ حملہ شروع ہوجائے گا اور کوئی اس کا دفاع کرنے والا نہیں ہوگا۔

سچائی یہی ہے کہ مدارس ہندوستان کے روشن مستقبل کی ضمانت ہیں۔ ہندوستان کی آزادی انہیں مدارس اسلامیہ کی مرہون منت ہے۔ دنیا کے مختلف میدانوں میں کارہائے نمایاں انجام دینے والوں کا تعلق انہیں مدارس سے ہے جہاں چندہ کی رقم استعمال کی جاتی ہے۔ اسی کی آغوش میں پلنے والوں نے ملت کی سربلندی کا کام انجام دیا ہے۔ دنیا کو آج بھی انہیں سے توقع ہے اور آنے والے دنوں میں انہیں مدارس کے پروردہ ایک نئے انقلاب کی تاریخ رقم کریں گے۔

گو ہوا ہے تند تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش حق نے جس کو دیئے ہیں انداز خسروانہ

☆☆

اعتکاف: فضائل ومسائل

محمد قمرالزماں ندوی

رمضان المبارک اور بالخصوص اس کے آخری عشرہ میں اعمال میں سے ایک اہم عمل اور عبادت اعتکاف ہے۔اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی ہرطرف سے یکسو ہوکر اور تمام علائق دنیا سے منقطع ہوکر، بس اللہ سے لولگائے،اس کے در پر پڑ جائے اور سب سے الگ تنہائی میں اس کی عبادت اور اس کے ذکر وفکر میں مشغول ہو جائے اور اپنے حقیقی آقا کے دربار میں زبان حال سے یہ کہتے ہوئے فروکش ہوجائے:

پھر جی میں ہے کہ در پہ اس کے پڑا رہوں
سر زیر بار منت درماں کیے ہوئے

دراصل اعتکاف میں انسان سب سے کٹ کر اور سب سے ہٹ کر، اپنے مالک ومولیٰ کے آستانہ پر اور گویا اس کے قدموں پر پڑ جاتا ہے، اس کو یاد کرتا ہے، اس کی حمد وتقدیس بیان کرتا ہے، اس کے حضور توبہ واستغفار کرتا ہے، اپنے گناہوں پر نادم ہوتا ہے، قصوروں پر روتا ہے اور رحیم وکریم آقا سے مغفرت کی بھیک مانگتا ہے اور اسکی رضا اور قرب چاہتا ہے۔ ظاہر ہے اس سے بڑھ کر کسی انسان کی سعادت اور کیا ہوسکتی ہے۔(مستفاد از معارف الحدیث: ۱۱۹/۴، مطبوعہ الفرقان بکڈپو لکھنؤ)

اعتکاف کے معنی اور اس کی قسمیں:

اعتکاف کے معنی ٹھہرنے کے ہیں، لیکن جب یہ لفظ فقہ کی اصطلاح میں بولا جاتا ہے، تو اس مراد مرد کے لیے ایسی مسجد میں اعتکاف کی نیت سے ٹھرنا ہوتا ہے، جس میں پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے، جبکہ عورت کے لیے اپنے گھر کے کسی کونے میں بہ نیتِ اعتکاف قیام کرنے پر شرعی اعتکاف کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

(۱) **اعتکاف واجب:** جو نذر اور منت کی وجہ سے لازم ہوتا ہے، اس میں جتنے دن کو متعین کیا جاتا ہے اس کو پورا کرنا مطلقاً ضروری ہے۔

(۲) **اعتکاف سنت مؤکدہ:** یہ رمضان کے اخیر عشرہ میں شروع ہوتا ہے۔اس اعتکاف کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ فقہاء نے اخیر عشرہ کے اعتکاف کو سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ کہا ہے، یعنی اگر کسی کی بستی اور محلہّ کی مسجد میں کوئی ایک شخص بھی معتکف نہ ہو تو ساری بستی اور محلّہ والے تارکِ سنت ہوتے ہیں اور اگر ایک شخص بھی اعتکاف کر لے تو بقیہ لوگوں سے ترک سنت کا گناہ مرتفع ہو جاتا ہے۔

(۳) **نفلی اعتکاف:** اس اعتکاف کے لیے کوئی وقت متعین نہیں ہے حتی کہ امام محمدؒ کے نزدیک تھوڑی دیر مسجد میں اعتکاف کی نیت سے ٹھرنا بھی نفلی اعتکاف میں داخل ہے۔

اعتکاف کی اہمیت وفضیلت:

اعتکاف کی اہمیت وفضیلت اور اس کے دینی منافع اظہر من الشمس ہیں، نبی کریم ﷺ اور حضراتِ صحابہ کرامؓ سے اہتمام کے ساتھ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمانا ثابت ہے۔ اعتکاف کرنے سے جہاں آدمی گناہوں اور واہیات وفضولیات سے محفوظ رہتا ہے، وہیں اس کی روح پوری طرح یکسو ہوکر، عبادتِ خداوندی میں مشغول رہتی ہے۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور جن نیکیوں کو وہ بہ سبب اعتکاف انجام نہیں دے پاتا، ان کا ثواب بھی اسے دے دیا جاتا ہے۔'' (ابن ماجہ: باب فی ثواب الاعتکاف، ۱۲۷) معتکف کی ہر گھڑی اور ہر لمحہ عبادت میں شمار ہوتا ہے، اعتکاف کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اعتکاف شب قدر کو تلاش کرنے اور اس میں عبادت کرنے کا سب سے بہتر اور آسان ذریعہ ہے۔

اعتکاف کو فاسد کرنے والی چیزیں:

جن باتوں سے واجب اور سنت اعتکاف فاسد ہوتا ہے، ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(۱) بلا عذر مسجد سے عمداً یا سہواً باہر نکل جانا۔ (۲) جماع کرے خواہ مسجد میں یا خارج مسجد، رات میں ہو یا دن میں، عمداً ہو یا سہواً انزال ہو یا نہ ہو۔ (۳) بیوی سے بوسہ وکنار کے بعد انزال ہوجانا۔ (۴) روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر کھا پی لینا۔ (۵) مرتد ہوجانا۔ (۶) پاگل ہوجانا۔ (۷) کئی دن تک بیہوش ہوجانا (درمختار) اسی طرح دن میں سکر (نشہ) طاری ہوجانے کی وجہ سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

کب اعتکاف توڑ دینا جائز ہوجاتا ہے؟:

(۱) اعتکاف کی حالت میں شدید بیمار ہوجائے اور مسجد میں رہتے ہوئے علاج ممکن نہ ہو تو اعتکاف توڑنا جائز ہے، یعنی مسجد سے باہر نکل کر علاج کرائے گا۔ (۲) اگر جنازہ کی نماز پڑھانے والا کوئی نہ ہو، جنازہ کو دفن کرنے والا کوئی نہ ہو تو اس وقت اس مقصد کی خاطر اعتکاف توڑنا جائز بلکہ واجب ہے۔ (۳) آگ میں جلنے والے، پانی میں ڈوبنے والے کو بچانے کے لیے اور آگ بجھانے کے لیے اعتکاف توڑ کر مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے، بلکہ اگر وہاں اس کے علاوہ کوئی اور نہ ہو تو اس مقصد کے لیے اعتکاف توڑنا واجب ہوجائے گا۔

(۴) ادائیگی شہادت کے لئے، بلکہ اگر حق کا احیاء (مظلوم کو حق دلانا) اس کی شہادت پر مبنی ہو تو شہادت دینے کے لیے اعتکاف توڑ کر مسجد سے نکلنا واجب ہوجائے گا۔ (۵) جس مسجد میں معتکف ہے وہ منہدم ہوجائے تو اعتکاف توڑنا جائز ہے۔ (۶) مسجد کے اردگرد مسلم آبادی منتشر ہوجائے اور مسجد ویران ہوجائے کہ جماعت قائم نہ ہو تو اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

اعتکاف کی حالت میں جائز امور:

غروب آفتاب کے بعد سے طلوع صبح صادق تک کھانا پینا، سونا، کپڑے بدلنا، تیل لگانا گو خوشبودار ہو، دینی اور مباح گفتگو کرنا، حجامت کرانا البتہ بال مسجد میں نہ گرنے پائے، کنگھا کرنا، مسجد میں بستر اور ضروری سامان لانا، مسجد کے کسی گوشہ کو اعتکاف

گاہ کے لیے مقرر کرلینا۔

مکروہات اعتکاف:

(۱) بلا عذر شرعی وطبعی ایک لمحہ کے لیے بھی مسجد سے باہر نکلنا مکروہ ہے۔ (۲) شرعی اور طبعی حاجت سے فراغت کے بعد فوراً اپنی اعتکاف گاہ یعنی مسجد کی طرف آنے کے بجائے کسی اور جگہ ٹھہرنا مکروہ ہے۔ (۳) مسجد میں سودا اور سامان لانا۔ (۴) مسجد کو تجارت گاہ بنانا۔ (۵) عبادت کے خیال سے خاموش رہنا۔ (۶) غیر مباح گفتگو کرنا۔ (رمضان کے شرعی احکام)

اعتکاف کی سب سے افضل جگہ:

اعتکاف یوں تو کسی بھی مسجد میں ہوسکتا ہے، جس میں پنچگانہ نماز ادا کی جاتی ہو، لیکن مسجد حرام (مکہ مکرمہ) میں پھر مسجد نبوی میں، اس کے بعد مسجد اقصیٰ میں اور ان مساجد کے بعد جامع مسجد میں اعتکاف کرنا افضل ہے۔ (مستفاد از کتاب الفتاویٰ: ۳/ ۴۵۱)

(بغیر روزہ کے اعتکاف) اعتکافِ سنت کی ادائیگی کے لیے روزہ رکھنا ضروری ہے، اس لیے کہ اعتکافِ سنت رمضان کے اخیر عشرہ سے متعلق ہے، اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو اعتکافِ سنت نہیں کرسکتا؛ البتہ اگر کوئی شخص بغیر روزہ سنت اعتکاف کرتا ہے تو یہ اس کے حق میں اعتکاف نفل ہوجائے گا اور اعتکافِ نفل کا ثواب ان شاء اللہ ایسے شخص کو ملے گا۔ (ایضاً: ۳/ ۴۵۴)

خواتین کا اعتکاف:

عورتوں کے لیے بھی اعتکاف مسنون ہے، فقہاء نے اسے مطلقاً مسنون قرار دیا ہے اور مرد وعورت کا کوئی فرق ذکر نہیں کیا ہے، البتہ اعتکاف کے سلسلے میں مسجد کا جو حق ہے، وہ خواتین کے اعتکاف سے ادا نہیں ہوسکے گا، کیوں کہ عورتیں گھر میں اعتکاف کریں گی، مسجد میں عورتوں کا اعتکاف کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ بعض علماء نے مکروہ تحریمی بھی لکھا ہے، عورت کے اعتکاف سے چونکہ شوہر کا حق استمتاع متأثر ہوتا ہے؛ اس لیے عورت کو شوہر سے اجازت لے کر ہی اعتکاف کرنا چاہئے۔ عورت جب اعتکاف میں ہو تو شوہر اس سے صحبت نہیں کرسکتا۔

> عورتوں کے لیے اعتکاف مسنون ہے، فقہاء نے اسے مطلقاً مسنون قرار دیا ہے اور مرد وعورت کا کوئی فرق ذکر نہیں کیا ہے، البتہ اعتکاف کے سلسلے میں مسجد کا جو حق ہے، وہ خواتین کے اعتکاف سے ادا نہیں ہوسکے گا، کیوں کہ عورتیں گھر میں اعتکاف کریں گی، مسجد میں عورتوں کا اعتکاف کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اعتکاف کی قدر دانی کرنے، اس میں بیٹھنے اور اعتکاف کی برکت سے شب قدر میں کثرتِ عبادت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اجرت دے کر اعتکاف میں بیٹھنا:

آج کل مسلمانوں میں دین سے دوری اور بے رغبتی عام ہوتی جا رہی ہے، لوگ دین کی خاطر وقت دینے سے

گریز کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج جب رمضان کے عشرۂ اخیر میں اعتکاف میں بیٹھیسے پیچھے رہتے ہیں، آج حالت یہ ہو گئی ہے کہ بہت سے علاقے میں اجرت دے کر کسی کو اعتکاف میں بٹھایا جاتا ہے۔ تو کیا اس طرح اجرت دے کر اعتکاف میں بیٹھانا جائز ہوگا تو اس سلسلے یہ بات واضح رہے کہ اجرت دے کر اعتکاف میں بیٹھانا درست نہیں ہے، کیونکہ طاعت وعبادت پر اجرت لینا درست نہیں ہے، اگر چہ کسی نہ کسی طرح سنت مؤکدہ کفایہ ساقط ہو جائے گا، لیکن ثواب کی توقع نہ رکھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر محلے میں کوئی بھی کسی وجہ سے اعتکاف میں بیٹھنے کے لئے تیار نہ ہو تو دوسرے محلے یا گاؤں والوں میں کسی کو بیٹھا دیا جائے، تو اس سے سنتِ مؤکدہ کا یہ ادا ہو جائے گی۔ اور تمام لوگ گنہگار ہونے سے بچ جائیں گے، کیونکہ فقہاء نے مسنون اعتکاف ادا ہونے کے لئے محلّہ کے آدمی ہونے کو شرط قرار نہیں دیا ہے۔

اعتکاف کی قضاء:

اگر اعتکاف واجب تھا اور کسی وجہ سے فاسد ہو گیا تو اس کی قضا مسنون ہے، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اعتکافِ مسنون میں صرف اس دن کی قضا کرنی ہوگی، جس دن کا اعتکاف ٹوٹ گیا، جبکہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پورے دس کی قضا واجب ہوگی، مشہور حنفی عالم اور فقیہ علامہ حافظ ابن ہمامؒ کا رجحان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے (ردالمختار: ۱۳۱/۲) اور بہتر بھی یہی ہے کہ احتیاطاً پورے عشرہ کی قضا کر لی جائے۔

اعتکاف اگر واجب تھا اور کسی وجہ سے فاسد ہو گیا تو اس کی قضا مسنون ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اعتکافِ مسنون میں صرف اس دن کی قضا کرنی ہوگی، جس دن کا اعتکاف ٹوٹ گیا، جبکہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پورے دس کی قضا واجب ہوگی، مشہور حنفی عالم اور فقیہ علامہ حافظ ابن ہمامؒ کا رجحان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے (ردالمختار: ۱۳۱/۲) اور بہتر بھی یہی ہے کہ احتیاطاً پورے عشرہ کی قضا کر لی جائے۔

اعتکاف کی بہتر جگہ:

اعتکاف ان عبادات میں سے ہے جس کی ادائیگی مسجد میں ہونی چاہئے، کہیں اور اعتکاف کے لئے بیٹھ جانا کافی نہیں ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا ہمیشہ مسجد میں اعتکاف فرمانے کا معمول رہا ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اعتکاف صرف مسجد ہی میں ہوتا ہے۔ اس لئے اعتکاف کے لئے مردوں کے حق میں سب بہتر جگہ مسجد حرام، پھر مسجد نبوی، پھر مسجد اقصیٰ پھر شہر کی جامع مسجد، پھر وہ مسجد جہاں نمازی زیادہ آتے ہوں اور پھر اپنے محلے کی مسجد ہے۔ (بدائع الصنائع: ۱۹۱/۱)

☆☆

عید کا انعام اور موجودہ مسلمان

مولانا مفتی محمد مجاہد حسین حبیبی

رمضان کا مہینہ روزہ ،نماز،تراویح ،تلاوت قرآن اور صدقات وزکوٰۃ اور دوسرے کارہائے خیر میں گزارنے پر اللہ نے انعام کے طور پر اپنے بندوں کو عید سعید کا عظیم تحفہ عطا فرمایا۔جیسے ایک مزدور محنت ومزدوری کرنے کے بعد اجرت کا حقدار بنتا ہے اسی طرح جو لوگ رمضان کی صبح وشام دن ورات انواع واقسام کی عبادتوں میں گزارتے ہیں وہ اللہ کے انعام اور تحفہ کے مستحق بنتے ہیں ۔رمضان کے مہینوں میں جہاں رحمتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں دوزخ کے دروازوں پر قفل چڑھا دیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کردئے جاتے ہیں وہیں نفلی عبادت کرنے پر فرض کے برابر ثواب دیا جاتا ہے اور ایک فرض کی ادائیگی کا ثواب ستر فرائض کے برابر دیا جاتا ہے اور رمضان کی تمام راتوں میں ساٹھ ساٹھ ہزار افراد کو آخری شب تک بخشا جاتا ہے۔اور عید کی رات اللہ تبارک وتعالیٰ اتنے بندے کو بخش دیتا ہے جتنا کہ پورے رمضان میں بخشا ہوتا ہے۔پھر کی عید کی صبح فرشتے قطار در قطار بستیوں میں پھیل جاتے ہیں اور بندوں کو اللہ کی رحمت اور مغفرت کی طرف بلاتے ہیں اور انہیں نجات ومغفرت کی نوید وبشارت سناتے ہیں۔حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کیا:’’جب عید الفطر کی مبارک رات تشریف لاتی ہے تو اسے’’لیلۃ الجائزۃ‘‘یعنی انعام کی رات سے پکارا جاتا ہے۔جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے معصوم فرشتوں کو تمام شہر میں بھیجتا ہے چنانچہ وہ فرشتے زمین پر تشریف لاکر گلیوں اور راہوں کے سروں پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور اس طرح ندا دیتے ہیں :’’اے امت محمد ﷺ اس رب کریم کی بارگاہ کی طرف چلو!جو بہت ہی زیادہ عطا کرنے والا ہے اور بڑے سے بڑا گناہ معاف فرمانے والا ہے۔پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے یوں خطاب فرماتا ہے:’’اے میرے بندو!مانگو!کیا مانگتے ہو؟میری عزت وجلال کی قسم آج کے روز اس نماز عید کے اجتماع میں اپنی آخرت کے بارے میں جو کچھ سوال کروگے پورا کروں گا اور جو کچھ دنیا کے بارے میں مانگو گے اس میں تمہاری بھلائی کی طرف نظر فرماؤں گا (یعنی اس معاملے میں وہ کروں گا جس میں تمہاری بہتری ہو) میری عزت کی قسم!جب تک تم میرا لحاظ رکھو گے میں

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے یوں خطاب فرماتا ہے:’’اے میرے بندو!مانگو!کیا مانگتے ہو؟میری عزت وجلال کی قسم آج کے روز اس نماز عید کے اجتماع میں اپنی آخرت کے بارے میں جو کچھ سوال کروگے پورا کروں گا۔

بھی تمہاری خطاؤں پر پردہ پوشی فرماتا رہوں گا۔میری عزت و جلال کی قسم! میں تمہیں حد سے بڑھنے والوں (یعنی مجرموں) کے ساتھ رسوا نہ کروں گا بس اپنے گھروں کی طرف مغفرت پا کر لوٹ جاؤ تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں بھی تم سے راضی ہوگیا۔'' (الترغیب والترہیب)۔

غور فرمائیں: عیدالفطر کا دن کس قدر اہم ترین دن ہے ۔اس دن اللہ کی رحمت نہایت ہی جوش میں ہوتی ہے ۔دربار خداوندی سے کوئی سائل مایوس نہیں لوٹا یا جاتا ۔ایک طرف اللہ کے نیک بندے اس کی بے پایاں رحمتوں اور بخششوں پر خوشیاں منا رہے ہوتے ہیں تو دوسری طرف مومنوں پر اللہ کی اتنی کرم نوازیاں دیکھ کر انسان کا بدترین دشمن شیطان جل بھون کر کوئلہ ہو جاتا ہے۔

رمضان کے مہینوں میں جہاں رحمتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں دوزخ کے دروازوں پر قفل چڑھا دیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دئے جاتے ہیں وہیں نفلی عبادت کرنے پر فرض کے برابر ثواب دیا جاتا ہے اور ایک فرض کی ادائیگی کا ثواب ستر فرائض کے برابر دیا جاتا ہے

حضرت سیدنا وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ جب بھی عید آتی ہے، شیطان چلا چلا کر روتا ہے اس کی بدحواسی دیکھ کر تمام شیاطین اس کے گرد جمع ہو کر پوچھتے ہیں اے آقا: آپ کیوں غضبناک اور اداس ہیں؟ وہ کہتا ہے ہائے افسوس! اللہ تعالیٰ نے آج کے دن امت محمد ﷺ کو بخش دیا ہے ۔لہٰذا تم انہیں لذات اور خواہشات نفسانی میں مشغول کر دو۔(مکاشفۃ القلوب)

افسوس! آج کل شیطان مکمل طور پر مسلمانوں پر حاوی ہو چکا ہے ۔ایک ماہ قید و بند میں رہنے کے بعد جب شیطان کو رہائی ملتی ہے تو وہ پوری طاقت سے حملہ آور ہوتا ہے اور مسلمانوں کی بڑی تعداد کو راہ سے بے راہ کر کے نماز اور مسجد سے دور کر کے ناچ گانا اور فلموں اور ڈراموں میں لگا دیتا ہے عید کی رات اور اس کے بعد کئی دنوں تک مسلم محلوں میں فل ساؤنڈ کے ساتھ گانے بجائے جاتے ہیں ۔شراب کے نشے میں دھت اور مست ہو کر نوجوان ناچتے گاتے ہیں کتنے تفریح کے نام پر دور دراز ہوٹلوں کا رخ کرتے ہیں اور عیاشی وفحاشی میں زندگی کی کئی راتیں سیاہ و تاریک کرتے ہیں ۔اللہ کی پناہ اللہ کی پناہ!

عید کے مطلب ومفہوم ہی کو لوگوں نے بدل ڈالا ہے ۔عید کا مطلب ہرگز سیر وتفریح، ناچ گانا ، ہلڑ بازیاں اور رات گئے تک شور شرابا نہیں بلکہ رمضان اور عید سعید کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے جس انعام و دولت سے سرفراز فرمایا ہے اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا اور جن نیک کاموں اور راستوں سے رمضان میں وابستگی رہی تھی ان کی پابندی کرنی ہے ۔اس سلسلے میں ائمہ، واعظین اور دانشوران قوم کو چاہیے کہ ذہنی بیداری کی کوشش کریں اور قوم مسلم بالخصوص نوجوان نسل کو عید کے مطلب ومفہوم سے آگاہ کریں اور اصلاح حال کی کوششیں کریں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم.

☆☆

خوشی منائیے مگر عید کا پیغام پیش نظر رہے!

ڈاکٹر خالد اختر علیگ

آج ایک بار پھر عید کا دن ہمارے درمیان موجود ہے،لیکن اِس خوشی وانبساط کے موقع پر عید مناتے اور عید کی مبارکباد دیتے ہوئے میں سوچ رہا ہوں کہ اپنے اہل وطن اور دنیا بھر کے ان مسلمانوں کو جو بے سر وسامانی کے عالم میں بے گھر ہو کر کھیل کے میدانوں میں پڑے ہوئے ہیں، بھوک ، پیاس، تن عریانی اور غم واندوہ جن کا مقدر ہے، اس عید کے موقع پر میں انہیں کون سا تحفہ پیش کروں، خوشی کی کون سی کہانی سناؤں، ان کی قلبی و روحانی آسودگی کیلئے کون سا سامان پیدا کروں، جس سے ان کے بجھے ہوئے خشک ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر جائے... یقیناً عید شادمانی اور خوشیوں کا دن ہے۔ لیکن کیا ہم صحیح معنوں میں عید کی خوشیاں منا پائیں گے؟ بظاہر ہم عید منانے میں مصروف ہیں لیکن ہمارے دل زخموں سے چور چور ہیں اور آنکھیں اشکبار۔ نظر اٹھاتے ہیں تو کہیں بھی امن وسکون کی ٹھنڈی چھاؤں محسوس نہیں ہوتی۔ ارض فلسطین لہولہان ہے، اسرائیل ظلم و بربریت کے سارے ریکارڈ توڑ ڈالنے پر مصر ہے۔ اسی طرح شام اور یمن میں مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں، گھر جل چکے ہیں بستیاں اجڑی ہوئی ہیں، بے گور وکفن لاشے اور کٹے پھٹے جسم پڑے ہیں۔ برما کے ایک لاکھ بیس ہزار مسلمان جنوبی ایشیاء کے سمندروں میں بے یار و مددگار رجائے پناہ کی تلاش میں بھٹکتے ہوئے ہماری دینی غیرت وحمیت پر نوحہ کناں ہیں۔ دیگر ممالک کی بات تو چھوڑیئے، خود اپنے ہی وطن عزیز میں جھانک کر دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ وہ مسلم گھرانے جن کے افراد دہشت گردی کے الزم میں پچھلے کئی برسوں سے ملک کے عقوبت خانوں میں اپنے ناکردہ گناہوں کی سزا کاٹ رہے ہیں۔ ایسے میں یہ گھرانے کیا عید منائیں گے؟ ان کے لئے عید کی یہ خوشیاں کیا معنی رکھیں گی؟ ذرا پوچھیئے ان لوگوں سے کہ جن کے چہیتے کچھ عرصہ قبل مظفر نگر فسادات میں مارے گئے، مسلمانوں پر جو قہر برپا کیا گیا، جو مظالم ڈھائے گئے اور نتیجتاً اس میں جتنی ہلاکتیں ہوئیں، عید کے موقع پر ان پر کیا گزرے گی؟ اسی طرح سے ان فسادات میں جو شدید طور پر زخمی ہو گئے ہیں اور جو ابھی تک زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہیں اور ان کے عزیز واقارب اسپتالوں کے چکر کاٹ رہے ہیں، وہ عید کیسے منائیں گے؟ ہریانہ کے اٹالی گاؤں کے وہ مسلمان جو اللہ کے گھر میں عبادت کرنے سے روکے گئے اور جن کو ان کے گھروں سے نکال دیا گیا، جو ریلوے اسٹیشن، تھانوں اور اپنے رشتہ داروں کے یہاں اپنے گھر سے دور پناہ لئے ہوئے ہیں جن کو ان کے گاؤں والے گھر واپس نہیں آنے دے رہے ہیں وہ کیسے عید منائیں گے۔ اسلام اتحاد واتفاق کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام اجتماعیت کی تلقین کرتا ہے۔ لہٰذا اگر ہم اپنے پریشان اور مصیبت زدہ بھائیوں کو فراموش کر دیں گے تو ہماری عید کی خوشیاں ادھوری رہ جائیں گی۔ ہم جیسے لوگ جن کے بس میں کسمسانے کے سوا کچھ نہیں کم از کم دل میں ان کے لئے تڑپ تو محسوس کر سکتے ہیں۔ ان کے لئے رب ذوالجلال کے آگے گڑگڑا تو سکتے ہیں۔ عید کی میٹھی سوئیاں کھانے کے دوران ان بچوں کو یاد کر سکتے ہیں جن کو ان سے زیادہ وزنی

گولوں اور بموں سے ہلاک کیا گیا ہے، بریانی کی خوشبو میں اس خون کی مہک تو محسوس کر سکتے ہیں جو بغیر کسی قصور کے بہایا جارہا ہے۔نئے کپڑے پہنتے وقت سفید کفن میں لپٹے ان لوگوں کو یاد کر سکتے ہیں جنہیں نہایت بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا ہے،وہ بے گوروکفن لاشیں ذہن کے نہاں خانوں میں ہوں گی جن کو نہ قبر نصیب ہوئی نہ ہی کفن۔یاد کیجئے مظفر نگر فساد کے متاثرین کو جو اپنے آبائی گھروں سے نکل کر کیمپوں میں رہ رہے ہیں مگر انتظامیہ کو ان کا یہاں رہنا بھی راس نہیں آیا۔اسی طرح آسام کے وہ مظلومین بھی یاد آرہے ہوں گے جو مقامی باشندے ہونے کے باوجود غیر ملکی ہونے کے الزام میں سزا بھگت رہے ہیں۔اپنے ہی وطن میں جلا وطنی کے عذاب میں چار لاکھ سے زائد افراد پناہ گزیں کیمپوں میں ہیں جن کے کھانے کے نام پر بے مزا ابلے ہوئے چاول،سر پر تپتی دھوپ اور اس سے بچنے کے لئے ٹین، کپڑوں کے نام پر بدن پر جھولتے چیتھڑے۔جن کے سروں پر موت سایہ فگن رہتی ہے، بچوں کی آنکھوں میں تاریک سائے ہیں جن کو یہ نہیں معلوم کہ رمضان کب آئے اور کب چلے گئے۔

یہاں یہ بات واضح رہے کہ رمضان المبارک کی بہاروں سے لطف اندوز ہونے والے امیر بھی ہیں اور غریب بھی۔اللہ کی طرف سے اس مبارک دن میں سب کو مشترکہ طور پر مزدوری یا انعام دیا جاتا ہے مگر غریبوں اور ناداروں پر اس نے اس مبارک و مسعود موقع پر ایک فضل اور فرمایا کہ مالدار مسلمانوں کے مال میں غریبوں کے لیے ایک متعینہ حصہ مقرر کر دیا تا کہ اسے پا کر یہ بے چارے غریب بندے روحانی خوشیوں کے ساتھ ساتھ مادّی اور دنیاوی مسرتوں سے بھی ہم آغوش ہو سکیں۔اسی طرح عید کے دن تمام مسلمانوں کو سب سے پہلے اس بات کی ترغیب دی کہ وہ صدقہ فطر ادا کریں۔صدقہ فطر نماز سے پہلے ادا کر دینے کا حکم اس لئے دیا جارہا ہے تا کہ اگر کسی غریب نے اب تک نئے کپڑے نہ سلوائے ہوں،اس کی کوئی اہم ضرورت پوری نہ ہوئی ہو تو ان صدقے کے پیسوں سے اپنی ضرورت پوری کرلے اور جب عیدگاہ کی طرف نکلے تو سب کے چہرے کھلے ہوئے ہوں۔اگر امیر اچھے اور لذیذ کھانوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں تو غریب بھی بھوکا نہ رہے اور چاہے صدقہ پا کر ہی،مگر وہ بھی لذیذ کھانا تیار کر سکے اور نئے کپڑے پہن لے اور غربت وامارت میں جو ایک لمبا فاصلہ ہے اس میں کمی ہو سکے اور بندوں میں توازن واعتدال پیدا ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن میں ارشاد ہے کہ بے شک یہ امت امت واحدہ ہے،یعنی یہ ایک جسد واحد ہے اور امت کے جسد واحد ہونے کا یہی تو مطلب ہے کہ مومن ہارتا نہیں،شکستیں اس کا حوصلہ پست نہیں کرتیں اس کے عزائم شکستوں کے خمیر سے ہی جنم لیتے ہیں۔راتیں بہت طویل صحیح لیکن سویرا آنے سے کوئی نہیں روک سکتا،جو معاشرے اپنی علامتوں،استعاروں اور خوابوں کو آندھیوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیتے ہیں آسمانی برکتیں ان سے منہ موڑ لیتی ہیں۔ہاں مسلمان اس وقت اسلام مخالف دنیا کے دلوں میں تیر نیم کش کی طرح پیوست ہیں مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک زخموں سے چور ہیں جیسے کنگن ہاتھ کی کلائی کو گھیر لیتا ہے اور ان کے پاؤں کے نیچے بارودی سرنگیں بچھی ہوئی ہیں،تیز اور دہکتی دھوپ ہمارے آنگن میں اتری ہوئی ہے۔۔لیکن یقیں محکم عمل پیہم کی شمشیریں،بارگاہ الٰہی میں شکر کی ادائیگی جہاد زندگانی کا رخت سفر ہیں۔انشاءاللہ ایک عید ایسی بھی آئے گی جب ہر طرف خوشیاں ہوں گی۔

☆☆

پانی پلانا: ثواب کا بہترین ذریعہ

● منور سلطان ندوی

مئی اور جون کی گرمی میں دوپہر کے وقت سڑک سے گزر رہے ہوں، چلچلاتی دھوپ ہو، جسم پسینہ سے شرابور اور حلق پیاس سے کانٹا بنا ہوا ہو، ایسے وقت اگر کہیں پانی کی سبیل نظر آجائے، ٹھنڈا پانی تقسیم ہوتا ہوا دکھائی دے تو آپ کیسا محسوس کریں گے، اور پھر آسودہ ہوکر پانی پینے کے بعد آپ کے دل سے کس قدر دعائیں نکلیں گی، آج کل راستہ چلتے ہر فرد کا یہی حال ہے، پیدل چلنے والوں، رکشہ والے، غریب مسافر اور متوسط درجہ کے لوگوں کے لئے راستوں پر، چوراہوں پر ٹھنڈے پانی کا انتظام نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں ہوتا، ستائش کے قابل ہیں وہ افراد اور تنظیمیں جو شہروں کے چوراہوں پر اس طرح بلاتفریق مذہب وملت تمام انسانوں کے لئے ٹھنڈے پانی کا انتظام کرتے ہیں، صدآفریں ہے ان کا حوصلہ اور ان کی فکر، یہ عمل جہاں بڑا کار خیر اور انسانیت دوستی کی علامت ہے وہیں اپنے آپ میں ایک خاموش پیغام بھی ہے کہ آج بھی انسانیت کے دکھ درد کو محسوس کرنے والے موجود ہیں، منافرت کے ماحول اور فرقہ واریت کی مسموم فضا میں انسانیت کی شمعیں روشن کرنے والے زندہ ہیں۔

عام طور پر اس طرح کا انتظام غیر مسلم بھائیوں یا ان کی تنظیموں کی طرف ہوتا ہے، بعض تنظیمیں تو مستقل اس کام کو اپنا مشن بنائے ہوئے ہیں، اور ہر سال ان کی طرف سے متعین جگہوں پر پانی کا انتظام ہوتا ہے، ہر گرمی میں وہ انسانوں کی خدمت کے لئے تیار رہتے ہیں، اسی طرح بعض علاقوں میں ایک خاندان کے افراد مل کر بھی یہ کار خیر انجام دیتے ہیں، یہ سارا عمل بڑے جذبے اور خلوص کے ساتھ انجام دیا جاتا ہے، ان کے عمل سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ وہ اس کام کو بڑے ثواب کی چیز کی سمجھتے ہیں، اس کے مقابل مسلم تنظیمیں ہیں ان کی سرگرمیاں اس سمت صفر کے برابر ہیں، شہر کی سڑکوں اور چوراہوں سے گزرتے ہوئے شاید باید ہی کسی مسلم تنظیم کی طرف پانی کا انتظام دکھائی دے گا، حالانکہ یہ ایسا زبردست کام ہے جس میں مسلم تنظیموں کو خوب پیش پیش رہنا چاہیے، اسی طرح مسلمانوں کے متمول طبقہ کو بھی ایسے انتظامات کیلئے کوشش کرنا چاہیے، یہ بظاہر چھوٹا کام ہے، لیکن حقیقت کے لحاظ سے بہت اہم اور انتہائی مفید وضروری ہے، پھر انسانی خدمت کے ساتھ مسلمانوں کے لئے دین کی خدمت بھی ہے، ہمارا دین ایسے تمام انسانی خدمات کیلئے مسلمانوں کو مہمیز کرتا ہے، اور ایسی سرگرمیاں اللہ تعالی کے نزدیک بہت پسندیدہ ہیں، یہ جنت میں داخلہ کا بہترین ذریعہ ہیں، اللہ کا تقرب حاصل کرنے کا وسیلہ ہیں، اسی طرح بلاتفریق مذہب رفاہی اور سماجی کاموں سے انسانوں کے درمیان فاصلے کم ہوتے ہیں، آپسی بھائی چارہ کا فروغ

ہوتا ہے،اورسب سے بڑھ کر یہ کہ انسانی قدریں جوٹتی جارہی ہیں اورانسانیت کے سوتے جوخشک ہوتے جارہے ہیں ان کوتوانائی ملے گی،اورخودغرضانہ مزاج جس طرح فروغ پارہاہےاس پرروک لگ سکی گی۔

احادیث میں انسانی خدمات اوربطورخاص پانی پلانے ،پانی کاانتظام کرنے سے متعلق بڑے فضائل مذکورہیں، حضرت سعدبن عبادہؓ صحابی رسول ہیں،ان کی والدہ کاانتقال ہوگیا،وہ رسول اللہﷺ کے پاس تشریف لائے اوردریافت کیاکہ اے اللہ کے رسول!میری ماں کاانتقال ہوگیاہے،ان کے لئے کس طرح کاصدقہ کرنا بہتر ہے،رسول اللہﷺ نے ارشادفرمایا:پانی،یعنی پانی کاانتظام کرو،چنانچہ حضرت سعدبن عبادہ نے کنواں کھودوایااورکہاکہ یہ کنواں میری والدہ کے نام سے وقف ہے۔(سنن ابی داؤد،حدیث نمبر:۱۶۸۳)

ایک روایت میں یہ بھی مذکورہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:اے سعد!میں تجھے ایسے کام بتاؤں جوکرنے کے اعتبارسے ہلکے پھلکے ہیں،لیکن اس کا اجروثواب بہت زیادہ ہے،وہ عمل یہ ہے کہ تم لوگوں کوپانی پلایاکرو۔(مجمع الزوائد،حدیث نمبر:۴۷۳۰)

حضرت ابوسعیدخدری روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:جس نے کسی ایسے مسلمان کوکپڑاپہنایاجوکپڑے کاضرورتمند تھا اللہ تعالی اسے جنت کاکپڑاپہنائیں گے،جس نے کسی بھوکے مسلمان کوکھاناکھلایااللہ تعالی جنت کے پھلوں سے اس کی ضیافت فرمائیں گےاورجومسلمان کسی پیاسے کوپانی پلائے گااللہ تعالی اسے جنت کی مہربندشراب پلائیں گے۔(سنن ابی داؤد،حدیث نمبر:۱۶۸۴)

ایک صحابی نے دریافت کیااے اللہ کے رسول!وہ کون سی چیز ہے جس سے روکنادرست نہیں ہے،آپﷺ نے ارشادفرمایا:نمک،اس صحابی نے دوسری باریہی سوال کیاتورسول اللہﷺ نے جواب دیا:پانی،تیسری باریہی سوال کیاتو آپﷺ نے ارشادفرمایا:'خیرکے کام کرناتمہارے لئے زیادہ بہتر ہے'۔(سنن ابی داؤ،حدیث نمبر:۳۴۷۸)

بعض احادیث میں تین آدمیوں کے لئے سخت وعیدآئی ہے،ان میں ایک وہ آدمی بھی ہے جس کے پاس ضرورت سے زیادہ پانی ہو،لیکن وہ پیاسے مسافرکوپانی نہ دے،ایسے شخص کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کاارشادہے:'**لاینظراللہ الیھم یوم القیامۃ ولایزکیھم ولھم عذاب الیم**۔(صحیح بخاری،حدیث نمبر:۲۳۵۸)اللہ تعالی ایسےانسان کی طرف قیامت کے دن نظراٹھاکربھی نہیں دیکھےگا،نہ ان کوپاک فرمائے گا،اورایسے آدمی کے لئے دردناک عذاب ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے کاشتکاروں سے متعلق فرمایا:کوئی اپنی ضرورت سے زائدپانی دوسروں کولینے سےمنع نہ کرے،اگر ایساکروگےتواس کی وجہ سےفصل کی کمی ہوجائے گی۔(صحیح بخاری،حدیث نمبر:۲۳۵۳)

ایک صحابی نے رسول اللہﷺ سے ایساعمل دریافت

کیا جو جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہو، رسول اللہ ﷺ نے اس سائل سے پوچھا کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہیں، انہوں نے کہا نہیں، رسول ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو پانی پلاؤ، جب لوگ موجود نہ ہوں تو ان کے گھروں میں پانی پہونچاؤ اور جب لوگ موجود ہوں تو ان کے لئے پانی کا انتظام کرو۔ (مجمع الزوائد، حدیث نمبر: ۴۷۲۵)

اسلامی شریعت میں انسانوں کے علاوہ جانوروں کو بھی پانی پلانا ثواب ہے، احادیث میں اس کا بھی ذکر موجود ہے، کتا کو پانی پلانے اور اس کی بنیاد پر مغفرت ہونے کا واقعہ مشہور ہے، یہ واقعہ محض تخیل نہیں بلکہ حقیقت ہے، احادیث میں اس کا ذکر ہے، حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی زمانہ میں ایک آدمی راستہ چل رہا تھا، اسے شدت سے پیاس محسوس ہوئی، اس نے پانی تلاش کیا تو ایک کنواں نظر آیا، وہاں ڈول رسی نہیں تھی، چنانچہ وہ کنواں کے اندر اترا اور سیراب ہو کر پانی پیا، جب وہاں سے آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس سے بلبلا رہا ہے، اس مسافر نے سوچا کہ جس طرح پیاس سے میرا برا حال تھا اسی طرح کتا بھی پیاس سے بے چین ہے، چنانچہ وہ کنواں میں اترا، پانی لے جانے کیلئے اس کے پاس کوئی چیز نہیں تھی ، لہذا اس نے اپنا خف (چمڑا کا موزہ) نکالا، اس میں پانی بھرا، پھر اس خف کو اپنے دانتوں سے پکڑا اور اس طرح کنویں سے باہر آیا، باہر نکل کر اس نے وہ پانی کتا کو پلایا، اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالی نے اس کی مغفرت فرمادی۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۶۰۰۰۹)۔

پانی پلانے سے متعلق ان خاص فضائل کے پیش نظر مسلمانوں نے ہر دور میں رفاہی کاموں اور خصوصا کنویں کھودوانے، نہریں بنوانے پر خاص توجہ دی ہے، تاریخ میں ایسے واقعات کثرت سے مذکور ہیں، خلیفہ ہارون رشید کی اہلیہ زبیدہ کے نہریں کھودوانے کا ذکر کثرت سے کتابوں میں ملتا ہے، آج ہر شہر میں مسلم تنظیمیں کثرت سے موجود ہیں، یہ تنظیمیں اپنے کاموں میں اس کام کو بھی شامل کرلیں تو یہ انسانیت کی بڑی خدمت ہوگی، ساتھ مسلمانوں کی نیک نامی کا ذریعہ بھی، یہ تنظیمیں اس کام کو بہتر طریقہ سے انجام دے سکتی ہیں، تھوڑی کوشش کی جائے تو بہت سے نوجوان رضا کارانہ طور پر اس کے تیار ہوجائیں گے، لکھنؤ اور اطراف کے شہروں میں پانی کا انتظام بھی مشکل نہیں ہے، اگر رضا کارانہ بھی ملیں تو ایک ایک جگہ کیلئے چار پانچ آدمی کافی ہوسکتے ہیں، اس طرح شہر کے مختلف علاقوں میں سڑکوں اور چوراہوں پر پانی کا انتظام آسانی سے ہوسکتا ہے، اسی طرح شہر کے ذی حیثیت افراد جو رفاہی اور سماجی کاموں کے لئے سرگرم رہتے ہیں ، اگر گرمی کے موسم میں کم از کم اپنے اپنے گھروں کے سامنے ہی ٹھنڈے پانی کا انتظام کرادیں تو ہزاروں لوگوں اس سے سیراب ہوسکیں گے اور اس کا ثواب ان کو اور ان کے مرحومین کو ملے گا، بڑے اسٹیشنوں پر بھی اس طرح کا انتظام ہو تو مسافروں کو بڑی سہولت ہوجائے گی، کاش ہماری توجہ اس طرف بھی ہو!۔

☆☆

ماہِ رمضان آیا ہے

ڈاکٹر ماجد دیوبندی

ماہِ رمضان آیا ہے نورِ عرفان آیا ہے
اس میں رحمت ہی رحمت ہے اس میں قرآن آیا ہے ہے
رب کا فرمان آیا ہے
ماہِ رمضان آیا ہے

یہ تو عقبیٰ کا زینہ ہے کیا عجب یہ مہینہ ہے
صرف کر لو عبادت میں اس کا ہر پل نگینہ ہے
یہ تو مہمان آیا ہے
ماہِ رمضان آیا ہے

پیڑ لگوائے جنّت میں باغ لہرائے جنّت میں
ماہِ رمضان میں رب نے رنگ بکھرائے جنت میں
لے کے کیا شان آیا ہے
ماہِ رمضان آیا ہے

قدر کی رات بخشی ہے خوب سوغات یہ دی ہے
تازہ ایمان کر لیجئے ہر گھڑی ہم سے کہتی ہے
کرنے احسان آیا ہے
ماہِ رمضان آیا ہے

ایسا یہ ماہ ہے لوگو! قدر اس کی ذرا کرلو
رکھی بنیاد آدم کی رب نے جاں دی فرشتوں کو
جانِ ایمان آیا ہے
ماہِ رمضان آیا ہے

رب کا فرمان آیا ہے یہ تو مہمان آیا ہے
لے کے کیا شان آیا ہے جانِ ایمان آیا ہے
کرنے احسان آیا ہے
ماہِ رمضان آیا ہے

خراجِ عقیدت

قاری ولی اللہ صاحب

کیا لوگ تھے جو راہِ وفا سے گزر گئے

مفتی عزیز الرحمن فتحپوری

ممبئی شہر کے بزرگ عالم دین حضرت مولانا قاری ولی اللہ صاحب کا سانحہ ارتحال یقیناً قومی وملی سانحہ ہے۔ حضرت مولانا شوکت صاحب خطیب جامع مسجد کے بعد ایک ہی سال میں یہ دوسرا سانحہ ہے۔ خدارحمت کند این عاشقان پاک طینت را۔ قاری صاحب کا آبائی وطن اعظم گڑھ (اور اب مئو) کا مشہور گاؤں فتحپور تال فرجا ہے جو حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب کی نسبت سے بہت سے اہل علم میں بطور خاص معروف ہے، حضرت قاری صاحب کا تعلق بھی اسی خانوادے سے تھا۔ آپ کے والد مولانا عبدالقیوم صاحب بھی مستند عالمِ دین اور دارالعلوم کے فاضل تھے، کچھ عرصہ حضرت تھانویؒ سے بھی انہوں نے استفادہ کیا تھا اور ان کے مجاز صحبت تھے۔ عرصہ دراز تک بارہ بنکی میں رہ کر ابتدا سے دورۂ حدیث تک کی کتابیں پڑھائیں، آخر عمر میں اپنے گاؤں ہی میں انوار العلوم کے نام سے ایک مکتب قائم کر کے خدمت انجام دیتے رہے۔

قاری ولی اللہ صاحب مولانا عبدالقیوم صاحب کے صاحبزادوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ سب سے بڑے قاری عبدالقیوم تھے جو مرغی گر بن مسجد، ممبئی میں امام رہے اور کئی سال پہلے یہیں انتقال ہوا۔ ان سے چھوٹے تھے قاری انصار اللہ جو کماٹی پورہ رحمت مسجد میں امام تھے مگر اب معذوری کی بنا پر گوشہ نشیں ہیں۔ حافظ عبدالمنان وطن ہی میں رہے اور اب تک باحیات ہیں۔

قاری ولی اللہ صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے والد مرحوم سے حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم مئو میں داخل ہو کر مشہور قاری، قاری عبدالرحمٰن الہ آباد سے قرأت وتجوید کی تکمیل کے ساتھ درسیات کی تعلیم حاصل کی۔ پھر مظاہر العلوم میں رہ کر ۱۹۵۲ء میں فراغت حاصل کی اس کے بعد غالباً ۱۹۵۳ء میں ممبئی آگئے۔ شروع میں دادر کبوتر خانہ مسجد میں ایک سال تک امام وخطیب رہے پھر کچھ عرصہ پریل کی کسی مسجد میں رہنے کے بعد ۱۹۵۵ء میں نور مسجد ڈونگری میں امامت کی ذمہ داری سنبھالی، جہاں تقریباً ساٹھ برس تک بے شمار لوگوں نے روحانی اور علمی فیض حاصل کیا۔ مرحوم جمعہ کے خطبے سے پہلے انتہائی سادگی کے ساتھ اپنے مختصر خطاب میں مفید اور اصلاحی پہلوؤں پر تسلسل کے ساتھ گفتگو کرتے تھے جو عوام وخواص سب کے لئے سودمند ہوتی تھی۔ عرصہ تک نماز فجر کے بعد صرف ایک مسئلہ بیان کرنے کا معمول تھا جسے سننے کے لئے دور دور سے لوگ آتے تھے، قرآن کریم کی تفسیر کا مخصوص حلقہ تھا جس میں شہر کے کئی نامور ڈاکٹرس بطور خاص شریک رہتے تھے۔ عصر کے بعد بھی مجلس ہوتی تھی۔ آپ کی سادگی، متانت اور اخلاق نے ہر ایک کو آپ کا گرویدہ بنا رکھا تھا۔ اختلافی پہلوؤں سے بچ کر خالص اصلاحی انداز میں آپ نے جس طرح عوام تک

دین پہنچانے کا طریقہ اختیار کر رکھا تھا اس کی بناء پر نور مسجد کو ایک طرح کی مرکزیت حاصل ہوگئی تھی جو سفراء کی آماجگاہ تھی۔

ممبئی آنے والے بہت سے علماء بھی حضرت قاری صاحب کی ملاقات کے لئے نور مسجد ضرور حاضر ہوتے تھے۔ اکابر کی خصوصی توجہات تھیں، یہی وجہ ہے کہ نور مسجد میں حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ، حضرت حکیم اختر صاحبؒ، مولانا عبدالعلیم جون پوریؒ، قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ، قاری صدیق صاحب باندویؒ اور حضرت علی میاں ندویؒ کی تشریف آوری کے موقع پر وقتاً فوقتاً ان حضرات کے بیانات بھی یہاں ہوتے رہے۔ حضرت قاری صدیق صاحبؒ تو ممبئی تشریف لانے کے بعد اکثر خاص کر نمازوں کے اوقات میں نور مسجد ہی میں رہنا پسند فرماتے تھے۔ حضرت قاری ولی اللہ صاحب کا تعلق صرف اکابر ہی سے نہیں تھا، آپ اصاغر سے بھی بڑی شفقت سے ملتے تھے۔ ممبئی میں قیام پزیر بیشتر علماء کا حضرت سے کسی نہ کسی درجے ربط و تعلق تھا اور مدارس و مکاتب کے قیام کی فکر جو حضرت قاری صدیق صاحبؒ کو تھی وہی فکر قاری ولی اللہ کی بھی تھی۔ ممبئی ہی نہیں مہاراشٹر بلکہ ملک کے سیکڑوں مدارس کے آپ سرپرست اور معاون تھے۔ آپ کے والد صاحب نے گاؤں میں جو مدرسہ مکتب کی شکل میں قائم کیا تھا قاری صاحب مرحوم نے اسے باقاعدہ بڑے مدرسے کی شکل میں تبدیل کر کے دینی علوم کی نشر و اشاعت کا اہم مرکز بنادیا۔ دیگر مدارس کے تعاون میں بھی پیش پیش رہتے تھے، جمعہ کے دن آپ کسی ایک مدرسے کا تعاون خود کراتے اور تعاون کی ترغیب بھی دیتے اس کے لئے مدرسے والوں کو پہلے سے وقت لینا پڑتا تھا۔

اللہ تعالی نے قاری صاحبؒ کو سالہا سال تک سلسلۂ سفر حج کی سعادت بخشی۔ ڈائلیسس شروع ہونے کے بعد ہی حج کیلئے جانا ملتوی ہوگیا تھا مگر عمرہ کیلئے پھر بھی ہر سال تشریف لے جاتے رہے۔ آپ کے بھتیجے ڈاکٹر انعام اللہ کے مطابق آپ نے کل چونتیس حج کئے، عمروں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ یہ بڑی سعادت ہے جو قاری صاحب کو حاصل ہوئی۔

قاری صاحب جید الاستعداد عالم تھے۔ شروع میں کچھ مدت تک ممبئی کے مشہور مدرسہ دارالعلوم امدادیہ میں جب وہ دوٹانکی میں تھا، درس و تدریس کا مشغلہ بھی رہا۔ مطالعہ وسیع تھا اور کتابوں سے خاص شغف تھا۔ اپنے ذوق اور حضرت شاہ وصی اللہ صاحب اور مولانا ظہور الحسن صاحب کی ایما پر امامت و خطابت کے ساتھ کتابوں کی طباعت و اشاعت کا کام بھی شروع کیا۔ محمد علی روڈ پر مکتبہ اشرفیہ آپ ہی کا قائم کردہ ہے جس کی نگرانی حضرت کے بڑے صاحبزادے محبوب اللہ کے ذمے ہے۔ کتابیں جو مکتبہ اشرفیہ نے شائع کیں وہ بھی زیادہ تر اکابر کے ملفوظات، مواعظ اور تصوف کے مباحث پر مشتمل ہیں اور یہ بھی کوشش رہی کہ یہ کتابیں اہل علم اور مدارس تک پہنچیں۔ آپ کے ذریعے شائع ہونے والی کتابوں کی ایک طویل فہرست ہے۔ کئی کتابیں جو عموماً دلی و دیوبند کے مکتبوں میں نہیں ملتی تھیں، مکتبہ اشرفیہ کی وجہ سے وہ قارئین تک پہنچیں۔

اکابر اور تصوف سے مناسبت صرف مناسبت کی حد تک نہ تھی بلکہ آپ اس میدان کے بھی شہسوار تھے چنانچہ حضرت مولانا عبدالحلیم جونپوریؒ سے آپ کو اجازت بیعت حاصل تھی۔ اگرچہ آپ روایتی پیر نہیں تھے لیکن ممبئی، اطرافِ ممبئی اور ملک کے کئی علاقوں میں آپ کے مریدین موجود ہیں اور کچھ حضرات کو آپ سے اجازت بھی حاصل ہے۔ آپ کے اصلاحی کاموں کا یہ بھی ایک شعبہ تھا جبکہ آپ کی زندگی اس پر شاہد ہے کہ نور مسجد میں رہ کر آپ

نے ان تمام لوگوں کی رہنمائی کا کارنامہ انجام دیا، جو آپ سے وابستہ رہے یا صرف آپ کے پیچھے پابندی سے نماز پڑھتے رہے۔ اپنے مختصر بیانات کے ذریعہ ذہن سازی آپ کے حکیمانہ اسلوب کا بہترین ثبوت ہے جو دلوں پر اثر انداز ہوتا، صرف کانوں تک جا کر محو نہیں ہو جاتا تھا۔ آپ کے حلقہ احباب میں ہر طرح کے لوگ تھے جو اپنی مشکلات میں رجوع ہوتے اور خانگی بلکہ بسا اوقات معاملات میں آپ کے مشورہ کے مطابق کوئی فیصلہ کرتے۔ آپ کے حلقۂ اثر کا اندازہ جنازہ میں شریک لوگوں کی تعداد سے بھی لگایا جا سکتا ہے جبکہ سب جگہ بروقت خبر بھی نہیں پہنچ سکی تھی۔ حضرت تو دنیا سے رخصت ہو کر واصل بحق ہو گئے لیکن جو مشن اور عوامی اصلاح کا جو اسلوب آپ نے دیا وہ آپ کی یادگار ہے۔

آپ کے پسماندگان میں دو صاحبزادے محبوب اللہ اور منصور اللہ ہیں، اول الذکر حضرت کی جگہ اور نور مسجد کے امام ہیں اور کتابوں کے کاروبار کی دیکھ بھال بھی کرتے ہیں۔ ثانی الذکر سعودی عرب میں مقیم ہیں۔ اللہ انہیں سلامت رکھے اور بزرگوں کے مشن کو قائم رکھنے بلکہ اسے بڑھانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ پانچ صاحبزادیاں ہیں جو سب شادی شدہ ہیں۔ ان کے علاوہ بے شمار اہل تعلق و متوسلین ہیں جو اس غم کو غم سمجھ کر رنجیدہ تو ہیں لیکن راضی برضا اور اس حقیقت سے بخوبی آشنا ہیں کہ جو آیا ہے اسے ایک دن اپنے رب کے حضور جانا ہے۔ موت سے کس کو رستگاری ہے!

قاری صاحب کا دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم، ندوۃ العلماء اور وہاں کے اکابر سے خصوصی ربط و تعلق رہا، جامعہ عربیہ ہتھورا اور ریاض العلوم گورینی کی مجلس شوریٰ کے بھی رکن تھے اور جب تک صحت رہی ہر اجلاس میں پابندی سے شرکت فرماتے رہے۔ جامعہ عربیہ ہتھورا اور حضرت باندویؒ کے ساتھ ابتداہی سے قریبی تعلق رہا۔ تصنیف وتالیف کا ذوق بھی بدرجۂ اتم ودیعت ہوا تھا لیکن گوناگوں مصروفیات کی بنا پر اسے مستقل مشغلہ نہیں بنا سکے تاہم دو مختصر کتابیں آپ کی اہم علمی یادگار ہیں۔ آپ بیماری کی شدت سے پہلے ہر سال حج کے لئے تشریف لیجاتے تھے اس لئے مسائل حج کے استحضار کے علاوہ حاجیوں کو درپیش مسائل سے بھی مکمل واقفیت رکھتے تھے۔ آپ کی کتاب حج کا ساتھی برسہا برس کے تجربات اور معلومات کا نچوڑ ہے۔ جس میں آسان اسلوب میں ایسے تمام مسائل کو بطورِ خاص یکجا کر دیا گیا ہے جن کی حاجیوں کو عام طور سے ضرورت پیش آتی ہے۔ دوسری کتاب دعاؤں پر مشتمل ہے۔ یہ بھی مقبول اور مفید ثابت ہوئی۔

حضرت قاری صاحب کسی بھی نوع کی سیاست اور گروہ بندی یا گروہی عصبیت سے دور رہ کر دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ گویا وہ سب کے تھے اور سب ان کے تھے۔ آپ کے اس مزاج نے ہر طبقے میں ہر دلعزیز بنا رکھا تھا بایں ہمہ حق بات کہنے میں کسی مداہنت سے کام نہیں لیتے تھے لیکن انداز غمخواری اور اصلاح کا ہوتا تھا اس لئے اثر انداز بھی تھا۔ مسائل پر گہری نظر تھی یہی وجہ ہے کہ اگر کبھی کچھ دریافت کرتے تو بہت سنبھل کر مکمل یکسوئی کے ساتھ جواب دینا پڑتا تھا حالانکہ وہ مجھ پر اعتماد بھی کرتے تھے اور ان کا یہ اعتماد میرے لئے کسی سند سے کم نہیں۔

آپ کے یہاں سادگی تھی۔ تکلف اور تصنع دور دور تک نہیں تھا۔ ہٹو اور بچو والے جھمیلے آپ کے اردگرد نہیں رہے۔ یہ وہ خوبیاں ہیں جنہوں نے آپ کو دوسروں سے ممتاز کر رکھا تھا:

کیا لوگ تھے جو راہِ وفا سے گزر گئے
جی چاہتا ہے نقش قدم چومتے چلیں

☆☆

رپورٹ

ماہنامہ معارف قاسم کے خصوصی شمارہ

''حضرت امیر شریعت مولانا سید نظام الدین نمبر'' کا رسم اجراء

............● مفتی شمس تبریز قاسمی

نئی دہلی، 26 رنومبر: جو شخصیتیں اٹھتی جا رہی ہیں، ان کا خلا پر ہوتا نظر نہیں آرہا ہے، ہمیں یہ جدو جہد کرنی چاہئے کہ نئی قیادت پیدا ہو، جو پائدار اور مستحکم ہو، نئی قیادت کا نزول آسمان سے نہیں ہوگا ہمیں اخلاص کے ساتھ اس کیلئے سنجیدہ کوششیں کرنی چاہئے۔ موجودہ حالات میں جو عالم اسلام دشمنوں کے نرغے میں ہے ان حالات میں نفاق کی نہیں اتحاد کی اشد ضرورت ہے۔ ان خیالات کا اظہار شاہجہانی جامع مسجد دہلی کے شاہی امام مولانا سید احمد بخاری نے کیا۔ انڈیا اسلامک کلچر سینٹر میں بہار کی عظیم دینی درس گاہ جامعۃ القاسم دارالعلوم اسلامیہ سپول بہار کے ترجمان ماہنامہ معارف قاسم جدید کے خصوصی شمارہ 'مولانا سید نظام الدین نمبر' کا رسم اجراء کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ کم از کم مشترکہ پروگرام کے تحت تمام اختلافات کو ختم کر کے متحد ہونا پڑے گا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان قیادت انتشار کے لئے خود ذمہ دار ہیں۔ جب ہم سو لوگ کسی امور پر متحد نہیں ہوتے تو بیس اور پچیس کروڑ مسلمانوں کو کس طرح متحد کریں گے اس پر ارباب حل وعقد کو انتہائی سنجیدگی اور متانت سے غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔ شاہی امام مولانا سید احمد بخاری نے کہا کہ حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب کی شخصیت بے مثال اور انمول تھی، انہوں نے شہرت و ناموری سے دور رہ کر ملت اسلامیہ ہند کی خدمات انجام دی، انہوں نے اپنی زندگی میں مسلمانوں کے درمیان اتحاد پر سب سے زیادہ زور دیا اور ہمیشہ اس کے لئے فکر مند اور کوشاں رہے، انہوں نے مزید کہا کہ مولانا سید نظام الدین صاحب کے لئے سب بڑی خراج عقیدت یہ ہوگی کہ باہمی اختلافات کو کنارہ لگاتے ہوئے ایک مشترکہ پروگرام تشکیل دیا جائے۔ اس موقع پر انہوں نے داعی پروگرام مفتی محفوظ الرحمٰن عثانی اور مولانا سعید الرحمٰن اعظمی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو اور دیگر تمام سامعین ومہمانان کرام کو

> جو شخصیتیں اٹھتی جا رہی ہیں، ان کا خلا پر ہوتا نظر نہیں آرہا ہے، ہمیں یہ جدو جہد کرنی چاہئے کہ نئی قیادت پیدا ہو، جو پائدار اور مستحکم ہو، نئی قیادت کا نزول آسمان سے نہیں ہوگا ہمیں اخلاص کے ساتھ اس کیلئے سنجیدہ کوششیں کرنی چاہئے۔ موجودہ حالات میں جو عالم اسلام دشمنوں کے نرغے میں ہے ان حالات میں نفاق کی نہیں اتحاد کی اشد ضرورت ہے: مولانا سید احمد بخاری

مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ حضرات میدان عمل میں آئیں اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کریں کیوں کہ موجودہ حالات بہت خراب ہیں، اگر اب بھی مسلمان بیدار نہیں ہوں گے اور اتحاد و اتفاق سے کام نہیں لیں گے تو آنے والا وقت اور مشکل اور دشوار گذار ہوگا۔ شاہی امام صاحب نے مفتی عثمانی صاحب کو اس اقدام کے لئے مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ بہت سے لوگ سے وہ ہوتے ہیں جو تقسیم کرنے کا اور تخریبی کام کرتے ہیں لیکن مفتی صاحب کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ لوگوں کو جوڑنے کا کام کرتے ہیں، اتحاد و اتفاق اور مسلمانوں کی ترقی کی ہمیشہ بات کرتے ہیں اور اس کے لئے فکرمند رہتے ہیں۔ صدر اجلاس حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی نے کہا کہ مولانا نظام الدین کی زندگی آنے والی نسلوں کیلئے مشعل راہ ہے، ملت کی آبیاری اور مسلمانان ہند کی خدمات کے لئے ان کا ایک ایک لمحہ وقف تھا، بانی امارات شرعیہ ابوالمحاسن مولانا محمد سجاد کے مشن کو آگے بڑھانے میں انہوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

معروف اسلامک اسکالر پروفیسر اختر الواسع صاحب نے کہا کہ حضرت مولانا منت اللہ رحمانی، قاضی القضا مولانا مجاہد الاسلام قاسمی اور مولانا نظام الدین رحمہا اللہ جنہیں تثلیث بھی کہہ سکتے ہیں، ان حضرات کا مسلمانوں پر احسان عظیم ہے، ایک ایسا وقت بھی آیا تھا جب مسلمانوں کا تشخص نہیں، بلکہ وجود بھی خطرے میں تھا ایسے وقت میں ان بزرگوں ہمت اور جرات کے ساتھ میدان میں قدم رکھا اور مسلمانوں کے تشخص پر کوئی آنچ نہیں آنے دی۔

پر داعی پروگرام مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ امیر شریعت سادس کی شخصیت آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہے، نصف صدی سے زیادہ جس انداز سے انہوں نے امارت شرعیہ اور بورڈ کی خدمات انجام دی ہے تاریخ اس کی نظیر پیش نہیں کرسکے گی، مولانا شاہد ناصر مدیر مکہ میگزین نے کہا کہ کچھ لوگ جو زندگی میں حضرت کے بڑے مخالف تھے اور اس عہدہ پر قابض ہونے کے لئے ان کی موت کا انتظار کررہے تھے آج وہ بھی ان کی تعریف میں لگے ہوئے ہیں، مولانا محمد اسلام قاسمی، استاذ دارالعلوم وقف دیوبند، قاری محمود الحسن مہتمم مدرسہ تجوید القرآن آزاد مارکیٹ، معروف صحافی قاسم سید چیف ایڈیٹر روزنامہ خبریں، صحافی عبدالقادر شمس سب ایڈیٹر ہفت روزہ عالمی سہارا، مفتی ارشد فاروقی مفتی احمد نادر قاسمی اور دیگر نے خطاب کیا، نظامت نوجوان صحافی مفتی شمس تبریز قاسمی نے کی، قبل ازیں محمد آفاق قاسمی کی تلاوت پر پروگرام کا آغاز ہوا اور اخیر میں معارف قاسم کے ایڈیٹر ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب قاسمی نے تمام شرکاء اور مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

☆☆

مولانا نظام الدین کی زندگی آنے والی نسلوں کیلئے مشعل راہ ہے، ملت کی آبیاری اور مسلمانان ہند کی خدمات کے لئے ان کا ایک ایک لمحہ وقف تھا، بانی امارات شرعیہ ابوالمحاسن مولانا محمد سجاد کے مشن کو آگے بڑھانے میں انہوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی: حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی

رپورٹ

امیر شریعت سادس مولانا سید نظام الدین پر ممبئی میں انٹرنیشنل سیمینار کا انعقاد

............● مولانا محمد یوسف انور قاسمی

ممبئی، 18/جنوری

امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی حیات و خدمات پر منعقد ہونے والا یک روزہ سیمینار آج شام اختتام پذیر ہوگیا۔ سیمینار میں ہندو بیرون ہندسمیت ملک بھر کی اہم شخصیات نے شرکت کی۔ حضرت مولانا رابع حسنی ندوری صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ مولانا سید نظام الدین نے ملت اسلامیہ کو در پیش مسائل میں جس طرح ہوشمندی، حکمت وتدبر، توازن واعتدال کے ساتھ مشورہ دیا اور قوم کی رہنمائی کی وہ بے مثال ہے، ان کے افکار وخیالات کی وجہ سے مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی کو بھی بہت معاونت ملی اور مختلف مواقع پر انہوں نے علی میاں ندوی کے ساتھ مل کر کام کیا۔ مولانا رابع صاحب نے کہا کہ بورڈ کے کاموں اور مسائل میں ان کے ساتھ بڑی فکر ہم آہنگی رہی اور جب کبھی کوئی ایسی بات بعض مصلحتوں سے کہنی پڑی جس میں ان کی رائے مختلف ہوئی تو بھی عموما میری رائے کونظر انداز نہیں کیا، مولانا کی وفات میرے لئے غیر معمولی صدمہ ہے۔ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے سیمینار میں مولانا نظام الدین صاحب سے اپنے والہانہ تعلقات کا تذکرہ کیا، ان کی خدمت کا تفصیلی تذکرہ کیا، اور بہت سی نمایاں خصوصیات اور خوبیاں بیان کی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے کہا کہ وہ اپنی بہت سی خوبیوں کی وجہ سے اپنے بڑوں کے بھی محبوب تھے اور چھوٹوں کے بھی، اس حقیر کا بھی ہمیشہ آپ

> مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی سمیت ملک وبیرون ملک کی ممتاز علمی وملی شخصیات کا خراج عقیدت
>
> ● ان کی وفات سے جو درد میں محسوس کر رہا ہوں وہ کوئی اور نہیں کر سکتا: مولانا رابع حسنی ندوی
>
> ● امیر شریعت اپنی خوبیوں کی وجہ سے ہر طبقہ میں مقبول تھے اور ہمیشہ زندہ رہیں گے: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
>
> ● مولانا کی شخصیت پر یک روزہ سیمینار نا کافی کم ازکم سہ روزہ سیمینار کا انعقاد ہو: مولانا سفیان قاسمی
>
> ● امیر شریعت خلوص وللّٰہیت کے پیکر اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار تھے: مولانا شاہد سہارنپوری
>
> ● امارت شرعیہ اور بورڈ کی تعمیر وترقی میں مولانا سید نظام الدین کی خدمات نا قابل فراموش: مفتی عثمانی

سے محبت واحترام کاتعلق رہااور آپ بھی بڑی شفقت فرماتے۔ مولانا رحمانی نے فرمایا کہ یہ سال بورڈ کے لئے عام الحزن رہا جس میں دو بڑی شخصیات بورڈ کوداغ مفارقت دی گئی،مولانا خالد سیف اللہ صاحب نے چند روز قبل وفات فرمائے گئے عبدالرحیم قریشی اسسٹنٹ سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کو بھی اس موقع پر یاد کیااوران کی خوبیوں اور خدمات کا تذکرہ کیا۔

حضرت مولانا سید شاہد سہارنپوری امین عام جامعہ مظاہر علوم نے کہا کہ مولانا سید نظام الدین صاحب منکسر المزاج اور ملت کے آبرو تھے،اپنی دوراندیشی اور حکمت عملی سے ملت کو بام عروج تک پہونچانے میں انہوں نے نمایاں کارنامہ انجام دیا،ان کی یادیں ہمیشہ یاد آئیں گی۔حضرت مولانا سفیان قاسمی صاحب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا سید نظام الدین جیسی شخصیت مدتوں میں پیدا ہوتی ہے، وہ ہندوستانی مسلمانوں کے عظیم رہنما تھے اور بے مثل قائد تھے، ان کی وفات ملت اسلامیہ ہند کا عظیم خسارہ ہے، ان کی خدمات کا تقاضا یہ تھا کہ کم ازکم تین روزہ سیمینار منعقد کیا جاتا۔ متکلم اسلام حضرت مولانا کلیم احمد صدیقی نے کہا کہ مولانا سید نظام الدین صاحب کی شخصیت ملت اسلامیہ ہند کے لئے مشعل راہ ہے۔لندن سے تشریف لائے الحسنات فاؤنڈیشن کے چیرمین مولانا علی انور قاسمی نے کہا کہ مولانا سید نظام الدین باوقار اور بارعب عالم دین تھے،ان کی قیادت میں امارت شرعیہ بے مثال ترقی کی ہے۔

سیمینار کے روح رواں حضرت مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں تمام مہمانان کرام اور سامعین کا دل کی گہرائیوں سے استقبال کیا،خطبہ استقبالیہ میں ممبئی شہر کی تاریخ پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ممبئی نے ہر زمانے میں تعلمی اور تحریکی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے اور خوش قسمی سے اس سیمینار کی میزبانی بھی اسی سرزمین کی قسمت میں تھی ،آپ نے مناسبت کی وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ جس آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی آپ نے برسوں قیادت کی ہے اس کا آغاز اسی سرزمین سے ہوا تھا اسی لئے سیمینار کے لئے بھی اسی شہر کا انتخاب کیا گیا۔مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی نے کہا مولانا سید نظام الدین کی شخصیت عبقری اور عالمی تھی انہوں نے خاموش انداز میں جس طرح ملت کی قیادت کی ہے تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے قاصر ہے۔

مفتی احمد نادر القاسمی نے اپنے مقالے میں حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب اور مسلم پرسنل لاء بورڈ کے حوالے سے 24 سالہ خدمات پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ مولانا نظام الدین صاحب نے 24 سال تک جس ذمہ داری،فکرمندی اور حکمت عملی کے ساتھ مسلم پرسنل بورڈ کے متنوع افکار وخیالات کے حامل ارکان کو متحد رکھتے ہوئے بورڈ اور ملت اسلامیہ ہند کی خدمت کی ہے اس کی مثال نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے، نیز انہوں نے یہ بھی کہا کہ مولانا خدمات اتنی وقیع ہے کہ اسے مسلم پرسنل لاء بورڈ کا عہد زریں کہا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر مفتی زاہد علی خان صدر شعبہ دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسیٹی نے اپنے خطاب میں کہا کہ مولانا نظام الدین صاحب

کی خدمات کا دائرہ ہر پہلو پر مشتمل ہے، انہوں نے نازک ترین حالات میں جس دور اندیشی اور حکمت عملی سے ملت اسلامیہ ہند کی برسوں قیادت کی ہے تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر رہے گی۔ مولانا اشرف عباس قاسمی استاذ دارالعلوم دیوبند نے اپنا مقالہ میں مولانا سید نظام الدین اور دارالعلوم دیوبند کے عنوان پر پیش کیا، اپنے مقالہ میں انہوں نے امیر شریعت کے دارالعلوم دیوبند سے تعلقات کا تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے کہا کہ 1997 سے تادم وفات آپ دارالعلوم دیوبند کی فیصلہ ساز کمیٹی کی مجلس شوری کے رکن رہے اور آپ وقیع رائے سے دارالعلوم کی رہنمائی فرماتے رہے۔ ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب قاسمی سینئر سب ایڈیٹر روزنامہ انقلاب نے مولانا سید نظام الدین صاحب کے علماء، ملی اور سیاسی رہنماؤں سے تعلقات کے موضوع پر اپنا مقالہ پیش کیا جس میں انہوں بتایا کہ حضرت مولانا نے ملی مسائل اور کئی اہم کاموں کی تکمیل کے لئے خطوط کا سہارا لیا ہے، انہوں نے وزیراعظم، وزراء اعلی، مرکزی وریاستی وزراء، اور اعلی افسران وحکام کو درپیش مسائل اوران کے بنیادی حقوق کے لئے خط لکھ کر ان سے بہتر اقدامات کی سفارشیں کیں۔

مولانا واضح رشید ندوی ناظم تعلیمات ندوۃ العلماء لکھنو نے اپنے مقالہ میں لکھا کہ مولانا سید نظام الدین صاحب کی زندگی خوبیوں کا جامع تھی، ہمیشہ انہوں نے ملت کی سربلندی اور قوم کی عظمت ورفعت کی بات کی، ندوۃ العلماء کے مسائل میں بڑے خیر خواہانہ اور مفید مشوروں سے نوازتے اور تقویت پہونچاتے تھے، اعذار کے باوجود ندوۃ العلماء کی مجلسوں میں شرکت کا اہتمام فرماتے۔ ڈاکٹر اجمل قاسمی اسٹنٹ پروفیسر جے این یونی دہلی نے اپنا مقالہ مولانا سید نظام الدین بحیثیت شاعر وادیب کے عنوان پر پیش کیا، موصوف نے اپنے مقالہ میں بتایا کہ حضرت امیر شریعت تمام تر مشاغل و تندہی کے باوجود اردو شعر وادب سے بھی گہرا تعلق رکھتے تھے اور تقریبا ادب کے تمام گوشوں اور پہلووں پر انہوں نے طبع آزمائی کی ہے اور ایک ممتاز ملی رہنما اور ایک عظیم ادارے کے اہم ذمہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب طرز نگار اور بالغ نظر ادیب ثابت ہوئے۔ معروف صحافی شمس تبریز قاسمی چیف ایڈیٹر ملت ٹائمز کے مقالہ کا عنوان تھا مولانا سید نظام الدین اوران کی طالب علمانہ زندگی جائزہ، اپنے مقالہ میں انہوں نے امیر شریعت کی طالب علمانہ زندگی کا تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے کہا کہ آپ

● مولانا نظام الدین صاحب کی خدمات کا دائرہ ہر پہلو پر مشتمل ہے: ڈاکٹر مفتی زاہد علی خان ● مولانا سید نظام الدین صاحب کی زندگی خوبیوں کا جامع تھی: مولانا واضح رشید ندوی ● حضرت امیر شریعت اپنے ہم عصروں کی نظر بھی انتہائی مقبول تھے: عارف اقبال ● حضرت امیر شریعت تمام تر مشاغل وتندہی کے باوجود اردو شعر وادب سے بھی گہرا تعلق رکھتے تھے: ڈاکٹر اجمل قاسمی ● آپ نہایت ذہین وفطین اور محنتی تھے، دور طالب علمی میں درسی امور پر زیادہ توجہ دیتے تھے: مفتی شمس تبریز قاسمی ● حضرت مولانا نے ملی مسائل اور کئی اہم کاموں کی تکمیل کے لئے خطوط کا سہارا لیا ہے، انہوں نے وزیراعظم، وزراء اعلی، مرکزی وریاستی وزراء، اور اعلی افسران وحکام کو درپیش مسائل اوران کے بنیادی حقوق کے لئے خط لکھ کر ان سے بہتر اقدامات کی سفارشیں کیں۔

نہایت ذہین وفطین اور محنتی تھے، دورطالب علمی میں درسی امور پر زیادہ توجہ دیتے تھے ،تحریکی سرگرمیوں سے دور رہتے تھے ، درسیات سے موقع ملتا تو ملی سرگرمیوں میں بھی شرکت کرتے ، انہوں نے یہ بھی کہا کہ آپ دارالعلوم دیو بند سے فراغت کے بعد پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے میں داخلہ لیا تھا لیکن کچھ گھریلو مجبوری کی وجہ درمیان میں ہی چھوڑ دیا۔امیر شریعت کے سوانح نگار عارف اقبال نے امیر شریعت مولانا سید نظام الدین صاحب ہم عصروں کی نظر میں کے عنوان پر اپنا طویل مقالہ پیش کیا ۔مقالہ میں انہوں طالب علمی کے دور لیکر وفات تک کی سرگرمیوں میں شریک رفقاء اور ہم عصر کے نظریہ وخیالات کو پیش کیا اور یہ بتایا کہ حضرت امیر شریعت اپنے ہم عصروں کی نظر میں بھی انتہائی مقبول تھے۔مولانا ارشد فاروقی ندوی شیخ الحدیث دارالعلوم زکریا نے مولانا نظام الدین صاحب بحیثیت جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے عنوان پر اپنا مقالہ پیش کیا ،اپنے مقالہ کے دوران انہوں نے مسلم پرسنل لاء بورڈ کے تئیں مولانا کی خدمات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا۔

سیمینار میں ملۃ میگزین کے خصوصی شمارہ امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین نمبر، ڈاکٹر اجمل قاسمی کی کتاب مغربی ایشیا صہیونیت کے نرغے میں،مولانا شاہد ناصری الحنفی کی کتاب سورۃ الاخلاص ایک نئے مطالعہ کی روشنی میں اور ملت ٹائمز نیوز پورٹل کا رسم اجراء مولانا سید رابع حسنی ندوی ،مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اور دیگر اکابرین کے ہاتھوں عمل میں آیا، پروگرام کی نظامت مولانا زبیر احمد ناصری امام وخطیب مسجد علی مرتضی گونڈی نے کی ،اخیر میں پروگرام کے کنو ینز مولانا شاہد ناصری الحنفی نے تمام شرکاء اور مہمانان کرام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ امیر شریعت سادس مولانا نظام الدین صاحب پر سیمینار کر کے ان بزرگوں کی خدمات کی عوام تک پہونچانے کی ہم نے ایک پہل کی ہے اور یہاں تشریف لانے والے تمام شرکاء ومہمانان کرام اور معاونین کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔سیمینار میں مولانا واضح رشید ندوی صاحب کو مفکر اسلام ابوالحسن علی میاں ندوی ایوارڈ ،ڈاکٹر اجمل قاسمی کو حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانا توی ایوارڈ اور سوانح نگار عارف اقبال کو امین ملت مولانا سید نظام الدین ایوارڈ سے مختلف خدمات کے لئے سرفراز کیا گیا۔

اس موقع آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے بانی سکریٹری عبد الستار یوسف شیخ،ڈاکٹر ظہیر قاضی صدر انجمن اسلام،حضرت مولانا عمار صاحب الہ آبادی،مولانا محمود الحسن ندوی،مولانا آفاق عالم قاسمی وغیرہ بھی شریک تھے،قبل ازیں پروگرام کا آغاز قاری عبد الروف امام وخطیب حج ہاؤس کی تلاوت پر ہوا اور محمد صادق نے نعت پاک پیش کی ،دوسرے سیشن کا آغاز قاری بدر عالم صاحب کی تلاوت سے ہوا۔سیمینار میں چندروز قبل انتقال فرما گئے مسلم پرسنل لاء بورڈ کے اسسٹنٹ سکریٹری ایڈوکیٹ عبدالرحیم قریشیؒ پر ابراہیم خلیل عابدی نے تعزیتی قرارداد پیش کیا۔

یہ سیمینار ادارہ دعوۃ السنہ مہاراشٹرا اور جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول بہار کے اشتراک سے عروس البلاد ممبئی میں صابوصدیق ہال میں منعقد ہوا۔سیمینار کا آغاز صبح دس بجے ہوا اور شام ساڑھے چار سیمینار کا اختتام مولانا رابع صاحب کی دعا پر ہوا۔ ☆☆

رپورٹ

رشدوہدایت کانفرنس میں

ملک وبیرون ملک سے علماء ودانشوران کی شرکت

............● مولانا محمد آفاق عالم قاسمی

سپول۔25/مارچ۔

بہار کی عظیم درس گاہ جامعۃ القاسم دارالعلوم اسلامیہ سپول بہار کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی رشدوہدایت کانفرنس بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوگئی ،کانفرنس سے ملک وبیرون ملک کے نامور علماء اور شخصیات نے خطاب کیا اور مسلم معاشرہ کے فساد و بگاڑ کے تقریر کی۔ تقریبا دس ہزار سے زائد کا مجمع اس کانفرنس کو سننے کیلئے ہمہ تن گوش بیٹھا ہوا تھا، کانفرنس میں میں گراں قدر شخصیات کو ان کی علمی ،سماجی اور سیاسی خدمات کیلئے ایوارڈ سے بھی نوازا گیا ،مولانا محمد شاہد سہارنپوری امین عام جامعہ مظاہر علوم سہارنپور، پروفیسر اختر الواسع صاحب کمشنر برائے لسانی اقلیات حکومت ہند، ڈاکٹر عبدالغفور صاحب وزیر برائے اقلیتی امور حکومت بہار، ممبر اسمبلی نوشاد صاحب سابق وزیر حکومت بہار، مولانا محمد اسلام صاحب قاسمی استاذ حدیث دارالعلوم وقف دیوبند،، ڈاکٹر فیاض صاحب ایم ایل اے ودیگر اہم حضرات کو مختلف شخصیات سے منسوب ایوارڈ سے نوازا گیا۔

جمعہ کی نماز سے قبل فخر ملت مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب کی بڑی صاحبزادی کا نکاح ان کے بھتیجے مولانا حامد عبد اللہ ندوی سے پڑھا یا گیا۔

رشدوہدایت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے معروف عالم دین مولانا محمد شاہد سہارنپوری صاحب امین عام جامعہ مظاہر علوم سہارنپور نے کہا کہ مرکز رشدوہدایت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ومحبت کے بغیر دنیا اور آخرت کی کامیابی ناممکن ہے ،مسلمان آج مختلف حالات سے دوچار ہیں، وہ تمام شعبہ حیات میں مسائل ومشکلات کا سامنا کررہے ہیں تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ

● مرکز رشدوہدایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے ان کی اطاعت کے بغیر دنیاوآخرت کی کامیابی ناممکن: مولانا محمد شاہد سہارنپوری

● یہ مدارس اس وقت سے علم کی شمع روشن کئے ہوئے ہیں جب آکسفورڈ یونیورسیٹی ،کیمبرج یونیورسیٹی اور اس جیسے مراکز کا کوئی وجود نہیں تھا: اختر الواسع

● فروغ علم اور علاقے سے جہالت وپسماندگی کے خاتمہ میں مفتی عثمانی صاحب کی خدمات بے مثال ہے: ڈاکٹر عبدالغفور

● اس جامعہ سے 23 سالوں میں سترہ ہزار طلبہ پڑھ چکے ہیں، جامعہ کو چلانے والی ذات اللہ کی ہے اسی کے فیض وکرم اس جنگل میں منگل ہوا ہے: مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی

انہوں نے مرکزی ذات سے اپنا سلسلہ ختم کرلیا ہے، انہوں نے عوام کے جم غفیر سے خطاب کرتے ہوئے مزید کہا کہ اگر آپ صلاح وفلاح چاہتے ہیں تو آپ کو اپنا رشتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے جوڑنا ہوگا۔اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے معروف اسلامک اسکالر پروفیسر اختر الواسع صاحب کمشنر برائے لسانی اقلیات حکومت ہند نے کہا کہ سب سے پہلے میں مفتی صاحب، پانچ اساتذہ اور ان آٹھ طلبہ کی عیادت کرنا چاہتا ہوں جو ایک جان لیوا حملہ میں زخمی ہوئے، انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ مدارس کے فیضان کا سلسلہ روز اول سے جاری ہے، یہ مدارس اس وقت سے علم کی شمع روشن کئے ہوئے ہیں جب آکسفورڈ یونیورسیٹی، کیمبرج یونیورسیٹی اور اس جیسے مراکز کا کوئی وجود نہیں تھا، انہیں مدارس سے فارابی اور بوعلی سینا جیسے نامور سائنسداں پیدا ہوئے، انہوں نے کہا کہ علم کی کہیں بھی کوئی تقسیم نہیں کی گئی ہے شریعت میں صرف علم نافع اور غیر نافع کی بات کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ خواتین کو سب سے زیادہ حقوق اسلام میں دیئے گئے ہیں۔

بہار اقلیتی امور کے وزیر جناب ڈاکٹر عبدالغفور صاحب نے عوام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلم معاشرہ میں ان دنوں بہت زیادہ برائیاں آگئی ہے، مختلف جگہوں پر دارالقضاء قائم ہونے کے باوجود فیملی کورٹ میں چالیس فیصد سے زائد مسلمانوں کے معاملے ہیں، انہوں نے کہا کہ اس مدرسہ کے ذریعہ مفتی عثمانی صاحب نے فروغ علم کی بے مثال خدمات انجام دی ہیں اور علاقہ سے جہالت وپسماندگی کے خاتمہ میں انہوں نے جو نمایاں کارکردگی کی ہے وہ بے مثال ہے، اس موقع پر انہوں نے مفتی عثمانی صاحب سے یہ درخواست بھی کہ اگر ممکن ہو سکے تو یہاں لڑکیوں کا بھی ایک ادارہ قائم کیا جائے اور ایک عصری تعلیم کیلئے بھی ایک یونیورسیٹی بنائیں، جامعۃ القاسم کے مہتمم مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی نے اس موقع پر اپنے خطاب میں کہا کہ آج تیس سال قبل یہاں کے مسلمان بندھوا مزدور سے بھی بدتر زندگی گزارتے تھے، ان کی سماج میں کوئی حیثیت نہیں تھی، جامعۃ القاسم کے قیام کے بعد انہیں اپنے حقیقی وجود کا احساس ہوا ہے، سماج اور معاشرہ میں ایک مقام ملا ہے، انہوں نے عوام سے کہا کہ اب تک اس جامعہ سے 23 سالوں میں سترہ ہزار طلبہ پڑھ چکے ہیں، جامعہ کو چلانے والی ذات اللہ ہے اسی کے فیض وکرم اس جنگل میں منگل ہوا ہے جامعہ آپ سے کچھ لینے کے بجائے آپ کو دے رہا ہے۔انہوں نے اس موقع پر کہا کہ کچھ لوگوں کو اس مدرسہ کا وجود برداشت نہیں ہو رہا ہے وہ چاہتے ہیں کہ ہم یہ علاقہ چھوڑ دے، بار بار مدرسہ پر حملہ کرائے جاتے ہیں، اس موقع پر عوام نے جذباتی انداز میں بیک زبان ہوکر یہ نعرہ لگاتے ہوئے کہا کہ عثمانی تم آگے بڑھو ہم تمہارے ساتھ ہیں، دشمنوں کو ہم کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

خادم القرآن والسنہ مولانا محمد شاہد الناصری الحنفی بانی وصدر ادارہ دعوۃ السنہ مہاراشٹرا ممبئی نے اپنے خطاب میں کہا کہ مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی جیسی شخصیات نایاب ہیں جنہوں نے اس علاقے میں اتنا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے، یہ انہیں کا جگر اور حوصلہ ہے کہ مخالفین کا سامنا کرتے ہوئے یہ اتنا بڑا اور وسیع وعظیم ادارہ چلا رہے ہیں، یہ ادارہ خود رشد وہدایت کا سبب ہے آپ اس ادارہ سے وابستہ رہیں ادارہ کی ترقی میں معاون بنیں دارالعلوم

وقف دیو بند کے استاذ حدیث مولانا محمد اسلام قاسمی صاحب نے کہا کہ اسلام دنیا کا سب سے عظیم اوراعلی مذہب ہے،اس نے ہر قدم اور ہر جگہ پر ہماری رہنمائی کی ہے، ہمارے پاس قرآن کریم جیسی مقدس اور عظیم الشان کتاب ہے جس میں ہماری مکمل رہنمائی کی گئی ہے اگر ہم کامیابی چاہتے ہیں قرآن کے اصولوں کو اپنانا ہوگا، مفتی ارشد فاروقی صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم زکریا دیو بند نے کہا کہ ہر ٹریجدی کیلئے سوچنا، منصوبہ بندی کرنا قرآنی حل ہے، آر ایس ایس، ایوان حکومت اور ہر طبقہ سے براہ راست مذاکرات اور مکالمہ علماء کی ذمہ داری ہے۔

علی گڑھ مسلم یونیورسیٹی میں شعبہ دینیات کے ناظم مفتی زاہد علی خان صاحب نے کہا کہ اسلام ایک آفاقی اور ایک عالمگیر مذہب ہے، امت مسلمہ کو چاہئے کو وہ اپنی زندگی میں اسلام کو نافذ کرے، مفتی نادر احمد القاسمی رفیق اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے کہا کہ اگر آپ دنیا میں کامیابی چاہتے ہیں تو اولین شرط ہے کہ مؤمن کامل بن جائیں، اسلامی تعلیمات کو دل سے لگائیں اور سماجی برائیوں سے خود کو محفوظ رکھیں۔نو جوان صحافی مفتی شمس تبریز قاسمی چیف ایڈیٹر ملت ٹائمز نے اپنے خطاب میں کہا کہ جامعۃ القاسم اسی زریں سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے جس کا آغاز مسلمانوں کی سربلندی، ہندوستان کی آزادی اور اسلامی شناخت کی بقا کیلئے 1866 میں حضرت مولانا محمد قاسم نانا توی نے دارالعلوم دیو بند میں قائم کرکے کیا تھا انہوں نے کہا کہ یہ ادارہ اسی عظیم شخصیت سے منسوب ہے اور اسی خانوادے کے اہم ترین چشم و چراغ خطیب الاسلام مولانا محمد سالم قاسمی صاحب سرپرستی فرمارہے ہیں، اس موقع پر انہوں نے کہا کہ میں مفتی عثمانی صاحب کو اس جنگل میں منگل بنانے پر سلام کرتا ہوں، کویت سے تشریف سے لجن البشائر کے سربراہ ڈاکٹر خالد اعظمی نے کہا کہ یہ ادرہ اس خطے میں قائم ہے جہاں دور دراز تک کوئی مناسب اسکول نہیں تھا اس مدرسہ کے قیام کے بعد یہاں سے کافی حد تک جہالت میں خاتمہ ہوا ہے، معاشرہ میں سدھار آیا ہے، عوام میں اسلامی تہذیب وثقافت آئی ہے، انہوں نے کہا کہ اسلام میں سب سے زیادہ تعلیم پر اہمیت دی گئی ہے اور اسی کو اپناتے ہوئے مفتی عثمانی صاحب نے یہاں ایک عظیم یونیورسیٹی قائم کرکے علم کا دریا بہایا ہے۔علاوہ ازیں اس موقع پر مفتی اسد اعظمی مہتمم انوار العلوم کوپا گنج مؤیوپی، مولانا عبدالعلیم مہتمم دارالعلوم رحمانی ودیگر نے بھی خطاب کیا۔

کانفرنس میں ابوظہبی سے تشریف لائے حاجی رضوان صاحب، مولانا یوسف انور قاسمی، مفتی محمد انصار قاسمی، جناب مصعب انیس، مولانا ابوالوقار مظاہری سمیت متعدد اہل علم وفن شریک تھے۔ مولانا شاہد ناصری ناصری صاحب کی پرسوز دعاء پر پروگرام کا اختتام ہوا، نظامت کے فرائض مولانا ضیاء الحق صاحب نے انجام دیئے۔واضح رہے کہ اس موقع پر جامعۃ القاسم کی نئی عمارت مرکز التوحیدی الاسلامی للدعوہ والارشاد کی بنیاد بھی اکابر علماء کے ہاتھوں لی گئی، سنگ بنیاد کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی نے کہا کہ دعوت وتبلیغ کا ایک مستقل شعبہ ہوگا، انہوں نے بتایا کہ اس عمارت کیلئے ایک صاحب نے فنڈ دے دیا ہے، کی تکمیل بہت جلد ہوجائے گی۔

☆☆

کوائف جامعہ

حضرت مفتی صاحب کے بیانات اور جامعۃ القاسم کی سرگرمیاں

● ڈاکٹر ابوحمنہ شہاب............

مولانا، قاری ولی اللہ جیسے لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں

نئی دہلی، ۲ رجون:

عروس البلاد ممبئی کی علمی و بزرگ شخصیت مولانا وقاری ولی اللہ صاحب امام وخطیب نور مسجد ڈونگری کے سانحہ ارتحال کو بڑا ملی خسارہ قرار دیتے ہوئے معروف عالم دین فخر ملت وممتاز ملی قائد مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی (بانی ومہتمم جامعۃ لقاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول بہار) نے کہا کہ قاری صاحب کے انتقال پر ملال سے شہر ممبئی ایک عظیم ہستی اور اللہ کے ولی سے محروم ہوگیا۔

انہوں نے کہا کہ ممبئی میں قاری صاحب کی خدمات تقریبا پانچ دہائیوں پر محیط ہے۔علم وفضل اور زہد وتقویٰ میں اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے سبب ممبئی حاضر ہونے والے ہر انسان کی دلی تمنا ہوتی تھی کہ وہ قاری صاحب سے ملاقات کا شرف ضرور حاصل کرے۔انہوں نے کہا کہ ایسے لوگ اب نایاب ہوتے جارہے ہیں جو نام ونمود سے دور رہ کر خلوص وللّٰہیت کے ساتھ دین کی خدمت کرتے ہیں اور دنیا کو اپنے قریب نہیں آنے دیتے۔مفتی عثمانی نے کہا حضرت قاری صاحب ان میں سے ایک تھے کہ بڑے بڑے اہل ثروت ان کے پاس جاتے تھے مگر آپ ایسے لوگوں سے پرہیز کرتے تھے، وہ انسانیت کے داعی اور نہایت ہی با اخلاق اور اصول پسند تھے اور ان کی ذات سے قوم وملت بے شمار فوائد حاصل ہوئے۔انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں مسنون دعائیں بہت مقبول ہیں۔مفتی عثمانی نے کہا کہ نور مسجد کے امام وخطیب رہتے ہوئے ان کی قربانیوں کو فراموش نہیں کیا جا سکتا ہے، ایسے لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں جنہوں نے دعوت وتبلیغ کیلئے اپنی زندگی صرف کردی ہو۔انہوں نے قاری صاحب کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کا نعم البدل عطا کرے۔

☆☆

سادھوی پرگیہ کو کلین چٹ دیا جانا بھگوا دہشت گردی کے سیاہ داغ کو مٹانے کی کوشش

نئی، 15 مئی (پریس ریلیز)

دہشت گردی دنیا کا سب سے گھناؤنا اور ناقابل معافی جرم ہے، جو کوئی اس میں ملوث پایا جاتا ہے اسے مکمل سزا ملنی چاہئے :لیکن دہشت گردی کا الزام عائد کرنے سے قبل مکمل تحقیق بھی ضروری ہے، اصل مجرم کو گرفتار کرنے کے بجائے بے گناہوں کو پھنسانا اور انہیں جیل کی سلاخوں میں ڈالنا انتہائی شرمناک اور قابل افسوس ہے۔ہندوستان میں ہر دہشت گردانہ حملہ کے بعد ہوتا یہ ہے کہ خفیہ ایجنسیاں بے گناہ اور بے قصور مسلمانوں کو گرفتار کرکے جیل کی سلاخوں میں ڈال دیتی ہے اور اصل مجرموں کو گرفتار نہیں کرپاتی ہے۔ان خیالات کا اظہار معروف عالم دین حضرت مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب نے کیا، انہوں نے

مزید کہا کہ مالیگاؤں بم دھما کہ میں سادھوی پرگیہ اور کرنل پروہت کا جرم تقریبا ثابت ہو چکا تھا لیکن این آئی اے نے مودی حکومت آنے کے بعد اپنی تفتیش کا رخ جس طرح موڑ دیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کا دال میں کچھ کالا ہے اور یہ سب بھگوادی دہشت گردی کے سیاہ داغ کو مٹانے کی کوشش کی جارہی ہے۔انہوں نے کہا کہ یہ بات قابل تعجب ہے کل جس ایجنسی نے انہیں دہشت گرد قرار دیا تھا آج وہی چارج شیٹ داخل کر کے یہ کہہ رہی ہے کہ ان کے خلاف ثبوت فراہم نہیں ہو سکے ہیں یہ بے قصور ہیں۔

مفتی عثمانی صاحب نے مزید کہا کہ خفیہ ایجنسیوں اور پولیس محکمہ کو چاہیئے کہ وہ اپنی تفتیش میں غیر جانبداری سے کام لے اور بے گناہوں کو گرفتار کرنے کے بجائے اصل مجرم تک رسائی حاصل کرے۔انہوں نے کہا کہ اب تک تمام بم دھماکوں میں مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دیا گیا اور زندگی کے قیمتی دس سے پچیس سالوں کے بعد انہیں عدالت سے باعزت رہائی ملی جو اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمانوں کو جان بوجھ کر گرفتار کیا جاتا ہے تا کہ اصل بھگوا دہشت گردوں کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول نہ ہو سکے، انہوں نے کہا کہ جو بھگوا دہشت گرفتار تھے اب انہیں بھی رہا کیا جارہا ہے جو افسوس ناک اور جرم کی حوصلہ افزائی کے نہ صرف مترادف ہے، بلکہ یہ یہاں کی ایجنسیوں کی ناکامی کو بھی ثابت کرتا ہے اور دنیا بھر میں ہندوستان کی جگ ہنسائی ہوتی ہے۔

مفتی عثمانی نے یہ بھی کہا کہ ان افسران کے خلاف پہلی فرصت میں کاروائی ہونی چاہئے جنھوں نے بغیر کسی تحقیق کے مسلم نو جوانوں پر دہشت گردی کا الزام عائد کیا اور ان کی زندگی کے قیمتی اوقات جیل میں برباد کئے گئے انہیں مختلف طرح کی اذیتوں سے دو چار کیا گیا، جب تک متعصب افسران کے خلاف کاروائی نہیں ہوگی بے گناہوں کی گرفتاری کا یہ سلسلہ نہیں رکنے والا ہے۔

مفتی عثمانی نے اس موقع پر مین اسٹریم میڈیا کے متعصابہ رویہ کی بھی مذمت کی جو مسلمانوں کی گرفتاری کی خبریں مسلسل چلاتے ہیں، مشتبہ کو خطرناک دہشت گرد قرار دیتے ہیں، لیکن رہائی کے بعد ایک لائن کی بھی خبر نہیں چلاتے ہیں کہ جنہیں دہشت گرد قرار دیا گیا تھا وہ سب بے گناہ اور بے قصور تھے۔

مفتی عثمانی نے اس موقع پر مسلک و مشرب کی تفریق کے بغیر تمام ملت اسلامیہ سے متحد ہونے اور دہشت گردی کے ایک ہو کر آواز اٹھانے کی اپیل کی، انہوں نے کہا کہ بحیثیت مسلمان قوم اب ہمیں متحد ہونے کی ضرورت ہے، اور ہم حکومت کو یہ باور کردایں کہ ہمیں آپس میں تقسیم کرنے کی کوئی بھی سازش کامیابی سے ہم کنار نہیں ہوسکتی ہے۔

☆☆

اتحاد ملت کے لئے مولانا توقیر رضا خاں کے بریلی سے دیو بند تک کے سفر کی ستائش

نئی دہلی، 13 مئی (پریس ریلیز)

اتحاد ملت اور مسلکی اختلافات سے اوپر اٹھ کر معروف ملی رہنما جناب مولانا توقیر رضا خان کا دورہ دیو بند قابل تحسین اور لائق صد ستائش ہے، ان کا یہ اقدام انتہائی جرات مندانہ اور ملت اسلامیہ کے حق میں نعمت غیر مترقبہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ان خیالات کا اظہار معروف عالم دین مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب بانی ومہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول بہار نے ملت ٹائمز کو

بھیجے گئے ایک پریس ریلیز میں کیا۔انہوں نے مزید کہا کہ عالم اسلام کے زوال وانحطاط کی اصل اور بنیادی وجہ مسلکی اختلافات اور آپسی انتشار ہیں،آج پوری دنیا میں مسلمان اس لئے پریشان ہیں کہ وہ آپس میں متحد نہیں ہیں،کہیں مسلکی اختلافات کا بول بالا ہے،کہیں علاقائیت اور تعصب کی وجہ مسلمان بٹے ہوئے ہیں ،کہیں مسلمان ذات پات کی لعنت کے شکار ہوکر ٹکروں میں تقسیم ہیں تو کہیں جاہ منصب کی خاطر ملت کا سودا کررہے ہیں ،ایسے ماحول میں بریلوی مکتبہ فکر کے نامور عالم دین اور نبیرہ اعلی حضرت مولانا احمد رضا خان کے خانوادے کے اہم چشم وچراغ مولانا توقیر رضاخان نے بریلی سے دیوبند تک کا سفر دیوبندی مکتبہ فکر کے علماء سے ملاقات کرکے مسلکی اختلافات کوختم کرنے ،ملی اتحاد کوقائم کرنے کی بے مثال کوشش کی ہے اور حکومت وقت کو یہ پیغام دینے کی کوشش کی ہے کہ ہمارا اختلاف آپسی ہے،ملت کیلئے ہم ایک ہیں ،ہمارے مسائل مشترکہ ہیں، دیوبندی اور بریلوی مکتبہ فکر کے علماء اورعوام دوحصوں میں بٹے ہوئے ہیں ایسے میں انہیں ایک کرنے کی یہ کوشش اور ملی مسائل میں متحد رکھنے کی اپیل انتہائی اہم ،بروقت اور متاثر کن ہے۔مفتی عثمانی صاحب نے مزید کہا کہ مولانا توقیر رضاخان صاحب کے اس جرات مندانہ اقدام کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ امت کے بہی خواہ حضرات اور قائدین آپسی انتشار کوختم کرنے اور مسلکی اختلافات کودر کنار کرتے ہوئے ایسی کوششیں کرتے رہیں گے اور مولانا توقیر رضاخان صاحب کے اس اقدام کومشعل راہ بناتے ہوئے مسلمانوں کے مفاد اور ملت اسلامیہ کے فلاح وبہبود کیلئے اتحاد واتفاق کی یہ عظیم روایت قائم کریں گے۔

اس سفر میں مفتی عثمانی صاحب کے ساتھ معروف اسلامک اسکالر جناب پروفیسر اختر الواسع صاحب بھی تھے۔انھوں نے کہا کہ مولانا توقیر رضاخان صاحب نے امت مسلمہ کو درپیش سنگین مسائل کے حل کیلئے بریلی سے دیوبند تک کا سفر کیا ہے تاکہ یہ پیغام جائے کہ مسلمان اپنے مسائل کے تئیں نہ تو غافل ہیں اور نہ انتشار کے شکار ہیں اور نہ ہی وہ مسلمانوں کے ساتھ کسی بھی زیادتی کو برداشت کرنے کو تیار ہیں ،انہوں نے حکومت کو یہ پیغام بھی دینے کی کوشش کی کہ وہ بے گناہوں کی گرفتاری کیلئے متحد ہوگئے ہیں کہ خواہ وہ گرفتار شخص دیوبند سے تعلق رکھتا ہو وہ بریلی سے ہمارے لئے وہ مسلمان ہے اور بے گناہ ہے،علاقہ اور مسلک کوئی معنی نہیں رکھتا۔

پروفیسر اختر الواسع صاحب نے مزید کہا کہ مولانا توقیر رضاخان صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور انہوں نے جس جرات کے ساتھ قدم اٹھایا ہے اس کی جتنی بھی ستائش کی جائے کم ہے ،ملی مسائل پر متحد ہونے کی اشد ضرورت ہے اور اس باب میں مولانا نے نمایاں کارنامہ انجام دیا ہے، جہاں تک بات ہے مسلکی اختلافات کی تو ملی اتحاد سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے،خود بریلوی علماء کے درمیان بہت سے مسئلوں میں اختلافات پائے جاتے ہیں اور بریلوی علماء بھی ملی کاموں میں شرکت کرتے ہیں۔

☆☆

علوم اسلامیہ کے فروغ میں علماء دیوبند کی خدمات قابل صدرشک

دیوبند،9 مئی،ملت ٹائمز۔

معروف اسلامی اسکالر پروفیسر اختر الواسع نے کہا کہ علماء

دیوبند نے دینی مدارس کے حوالہ سے علوم اسلامیہ کی بقاء کے لئے جومہم شروع کی تھی وہ قابل رشک ہے ، اسی کے سبب نہ صرف برصغیر بلکہ ایشیاء ممالک سے باہر افریقہ اور دیگر ملکوں میں اسلام کا آفاقی پیغام مؤثر طریقہ سے پہنچا ہے، اگر مدارس اسلامیہ اور علماء دیوبند کی یہ زریں خدمات نہ ہوتی تو شاید ہندوستان کے حالات اسپین سے زیادہ خراب ہوتے۔ پروفیسر اختر والواسع اور معروف عالم دین مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی آج سہارنپور جاتے ہوئے کچھ وقفہ کے لئے آستانہ قاسمی پر مولانا محمد سالم قاسمی سے ملاقات کی۔ اس موقع پر پروفیسر اختر الواسع نے نامہ نگار سے گفتگو کے دوران مسلم بےقصور نوجوانوں کی گرفتاری پر تشویش کا اظہار کیا اور بے قصوروں کی گرفتاری کو قابل مذموم عمل قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں ملک کی عدلیہ پر اعتماد ہے جہاں سے کئی کئی برس کے بعد مسلم نوجوان کو بےقصور ہونے کی بناء پر رہائی مل رہی ہے، لیکن یہ انتہائی افسوسناک کہ امر ہے کہ ان کی زندگی کے یہ قیمتی ماہ وسال جوجیل کی قیدو بند کی صعوبتوں میں گذر رہے اس کا جواب دہ کون ہے۔ پروفیسر موصوف نے کہا کہ کسی بھی عمل میں جو قصور ہو اس کے خلاف کارروائی قانون کا حصہ ہے، لیکن بے قصوروں کے خلاف کارروائی انتہائی تکلیف دہ اور ملک کی دستور کے منافی ہے اس لئے مسلم رہنماؤں کو اس مر پر غور فکر کرنا چاہئے اور انہیں ایک لیگل سیل تشکیل کر کے سپریم کورٹ سے رجوع کرنا چاہئے۔ انہوں نے دارالعلوم دیوبند اور علماء دیوبند کی قربانیوں کی بھر پور ستائش کی۔ اس موقع پر مفتی الرحمٰن عثمانی نے ہندو انتہا پسندی کو ملک کے دستور اور سیکولرزم کے ڈھانچے کے لئے انتہائی خطرناک قرار دیتے ہوئے کہا کہ آج ملک آزادی سے قبل انگریزوں کے ذریعہ قائم کی گئی پالیسیوں پر چل رہا ہے جس نے جمہوریت کے تانے بانے کو بکھیر کر رکھ دیا، مسلم نوجوانوں کی پے در پے گرفتاریاں بھی اسی ایجنڈا کا ایک حصہ ہے، کیونکہ موجودہ حکومت پوری طرح آر ایس ایس کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہے۔ انہوں نے مدارس اسلامیہ کے وجود کو ملک کے لئے ٹھنڈی چھاؤں کے مانند قرار دیتے ہوئے کہا کہ اہل مدارس انسانیت، محبت اور امن آشتی کا درس دیتے ہیں اور اہل مدارس ملک کے سیکولرزم اور دستور کے بچانے کے لئے کوشاں ہیں۔ اس دوران دارالعلوم وقف دیوبند مہتمم مولانا محمد سفیان قاسمی، صحافی عبدالقادر شمس، صحافی شمس تبریز قاسمی بھی موجود تھے۔

☆☆

ایکواڈور میں آنے والے، بھیانک زلزلے کے متاثرین کی مدد کے لئے اپیل

نئی دہلی، 19 اپریل۔

زلزلے اور قدرتی آفات کا مسلسل آنا اس بات کا پیش خیمہ ہے کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کریں، اللہ پاک کی نافرمانی سے بچیں، محمد رسول اللہ کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں اور صحابہ کرام کے طرز حیات سے سبق لیتے ہوئے اپنے جملہ معاملات کو درست کریں، ہمارا عقیدہ ہے کہ کائنات کا کوئی پتہ بھی اللہ کی مرضی کے بغیر حرکت نہیں کرتا۔ ان خیالات کا اظہار معروف عالم دین مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی (بانی و مہتمم دارالعلوم الاسلامیہ سپول بہار) نے کیا۔

امام قاسم اسلامک ایجوکیشنل ویلفئر ٹرسٹ انڈیا نئی دہلی کی جانب سے جاری ایک پریس بیان کے مطابق لاطینی امریکہ کے

ملک ایکواڈور میں ہفتہ کے روز آنے والے بھیانک زلزلے جس میں سیکڑوں افراد پل بھر میں لقمہ اجل بن گئے اور ہزاروں افراد زخمی و بے گھر ہوگئے پر رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ایسے مواقع پر ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہئے، چوں کہ قرآن کریم نے گزشتہ اقوام پر آنے والی آفتوں، زلزلوں، آندھیوں، طوفانوں، وباوں اور سیلابوں کا ذکر ان اقوام پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے اظہار کے طور پر کیا ہے، اوران قدرتی آفتوں کوان قوموں کے لیے خدا کا عذاب قرار دیا ہے۔اسی طرح پیغمبر اسلام کا پاک ارشاد ہے کہ میری امت میں بعض لوگ شراب پی رہے ہوں گے اوراس کا نام انہوں نے کچھ اور رکھا ہوگا، مردوں کے سروں پر گانے کے آلات بج رہے ہوں گے اور گانے والیاں گا رہی ہوں گی کہ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسادے گا اوران میں سے کچھ کو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کردے گا۔

مفتی عثمانی نے کہا کہ زلزلے کا آنا، فصلوں کا تباہ وبرباد ہوجانا اور دوسرے قدرتی آفات میں جانی ومالی نقصانات، یقیناً یہ سب ہمارے اعمال کا نتیجہ اوراپنے خالق کے احکام سے روگردانی کے سبب ہے، تاہم مصیبت کی اس گھری میں انسانیت کی بنیاد پر ایک دوسرے کی دل کھول کر مدد کرنی چاہئے۔ بہار میں آگ لگی سے گاوں کے گاوں خاکستر ہوگئے ہیں، اسی طرح ہندوستان میں بھی کئی ریاستیں قحط سالی کی زد میں ہیں، لوگ بوند بوند پانی اور کھانے پینے کی اشیاء سے محروم ہیں۔انہوں نے کہا کہ ایسے مواقع پر مصیبت زدگان ہماری مدد کے منتظر ہوتے ہیں، اس لئے قوم وملت کے اہل خیر اور صاحب ثروت لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے پریشان حال بھائیوں کے تعاون کیلئے آگے آئیں۔متاثرین اور بے گھر و بے سہارا ہوئے لوگوں کے سروں پہ دست شفقت رکھیں اور انکی اشک شوئی و دلجوئی کریں۔انہوں نے کہا کہ بندگان خدا کی خدمت میں انسانیت کی بقاء اور خدمت انسانیت ایک بڑی عبادت ہے۔

☆☆

بہار میں شراب پر پابندی قابل ستائش اقدام

نئی دہلی، 6/اپریل۔

بہار میں نشہ پر مکمل پابندی عائد کئے جانے والے نتیش سرکار کے فیصلہ کی چوطرفہ ستائش ہورہی ہے اوراس اقدام کو بہتر سماج کی تشکیل میں بہت ہی اہم مانا جارہاہے۔معروف عالم دین حضرت مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب بانی ومہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ نے بھی وزیراعلیٰ بہار نتیش کمار کے اس اقدام کی تعریف کرتے ہوئے کہاہے کہ شراب ام الخبائث ہے ،تمام برائیوں اور فساد کی جڑ شراب ہے، شراب کی وجہ سے ان گنت فیملی برباد ہوئی ہے، فسادات رونما ہوئے ہیں، خواتین کی عصمت وعفت تارتا ہوئی ہے، نوجوانوں کی زندگیا برباد ہوئی ہیں، انہوں نے کہا کہ کسی بھی معاشرہ کے بگاڑ اور فساد میں نمایاں رول شراب کا ہوتا ہے جس معاشرہ میں شراب نوشی پائی جاتی ہے وہ معاشرہ اخلاقی پستی کا شکار ہوتا ہے ایسے میں شراب پر پابندی عائد کرنا ایک اہم اقدام اور سماج ومعاشرہ کو سدھارنے کے تئیں ایک تاریخی پہل ہے۔

مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب نے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ بہار میں مکمل طور پر شراب پابندی عائد کئے جانے والے فیصلے کو ہم سلام کرتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ نتیش کمار،

سابق وزیراعلی جناب لالو پرساد یادواور دیگر سبھی لوگوں کو مبارکباد پیش کرتے ہیں جنہوں نے ایک اہم اور ضروری فیصلہ لیتے ہوئے شراب پر پابندی عائد کی ہے۔

مفتی صاحب نے کہا کہ بہار نے ہمیشہ ہندوستان کی رہنمائی کی ہے، مشکل وقت میں پورے ہندوستان کی قیادت کی ہے، ملک میں بڑھتی ہوئی فرقہ پرستی اور آر ایس ایس کے بڑھتے قدم کو بہار ہی نے روکا تھا اور شراب پر پابندی عائد کرکے بہار نے ہندوستان سمیت پوری دنیا کیلئے ایک نمونہ پیش کیا ہے کہ مہذب سماج کی تشکیل کیلئے شراب پر پابندی ضروری ہے۔ مفتی عثمانی صاحب نے کہا کہ بہار حکومت کا یہ اقدام قابل ستائش اور لائق صد مبارکباد ہیں، ہم امید کرتے ہیں کہ دیگر ریاستوں کے سربراہ بھی نتیش کمار کے اس اقدام کی اتباع کرتے ہوئے اپنے صوبوں میں شراب پر پابندی عائد کریں گے۔

☆☆

بہار کے پسماندہ علاقے میں، جامعۃ القاسم ایک مینارہ نور: مولانا ڈاکٹر سعیدالرحمٰن اعظمی

سپول، 4 اپریل۔

معاشرہ کے بگاڑ، فساد اور مختلف خرابیوں کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان تعلیمی انحطاط آ گیا ہے، دینی تعلیم کے حصول کی جانب رجحان کم ہو گیا ہے، مذہبی علوم سیکھنے کا مزاج بالکل ختم ہو گیا ہے، قرآن وحدیث سے مسلمانوں نے اپنا رشتہ اور تعلق ختم کرلیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول بہار میں تعلیمی بیداری کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا سعیدالرحمٰن اعظمی نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ سنت نبوی سے بہت دور ہو چکی ہے۔ موجودہ وقت میں ہر طرف انتشار اور نفرت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم شریعت مطہرہ کے اصولوں پر عمل پیرا نہیں ہیں، مومن کامل وہی ہے جس کی زندگی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو۔ مولانا سعید الرحمٰن اعظمی نے کہا کہ موجودہ زمانے میں قوموں کا مقابلہ کرنے اور امت مسلمہ کی ترقی کیلئے مختلف علوم وفنون کا سیکھنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ آپ نے کہا کہ اس پسماندہ سیمانچل کے علاقہ میں جامعۃ لقاسم مینارہ نور ہے اور اس کی تعلیمی، دعوتی، تبلیغی، سماجی، اصلاحی اور تعمیری سرگرمیاں قابل ستائش ہے۔

جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کے مہتمم مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب نے اس موقع پر اپنے خطاب میں کہا کہ اس علاقہ کی تعلیمی پسماندگی کوئی نئی بات نہیں ہے، کوئی بھی ڈھنگ کا اسکول نہیں ہے، اکثر پنچایت میں ہائی اسکول نہیں ہے، ایسے میں جامعۃ القاسم نے تعلیمی بیداری مہم شروع کی ہے اور اب غریب والدین بھی اپنے بچوں کو تعلیم سے آراستہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ دین سے دوری کے سبب سماج میں کرپشن اور بدعنوانی کی لعنت بڑھتی جا رہی ہے، انہوں نے کہا کہ عصر حاضر میں ہمارے نوجوانوں میں نشہ خوری اور حکومت اداروں میں کرپشن نے پورے معاشرے کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے، اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ اسے گناہ اور جرم نہیں سمجھا جاتا جس کی وجہ سے یہ برائی پورے معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ انٹی کرپشن اور انٹی نشہ خوری کی مہم میں اگر اسکول اور کالجوں کے طلبہ اور اساتذہ کو شامل کیا جائے تو بڑی حد تک اس وبا کو پھیلنے سے روکا جا سکتا

ہے۔مفتی عثمانی نے حکومتوں سے اپیل کی کہ اگر وہ واقعی کرپشن اور نشہ خوری کی لعنت سے سماج کو پاک رکھنا چاہتی ہیں تو اساتذہ کی خدمات حاصل کی جائیں۔

اس موقع پر جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول کے بانی و مہتمم معروف عالم دین فخر ملت مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی نے علوم اسلامی کی ترویج واشاعت میں نمایاں خدمات انجام دینے پر مولانا ڈاکٹر سعیدالرحمٰن ندوی الاعظمی کو علامہ سید سلیمان ندوی ایوارڈ پیش کیا۔

اجلاس میں مولانا فرمان ندوی استاد ندوۃ العلماء لکھنو، مولانا عبداللہ مخدومی ندوی معتمد دارالاہتمام ندوۃ العلماء لکھنو، مولانا عبدالقیوم ندوی، مولانا منظور نعمانی، مولانا محمد فرقان مظہری، مولانا یوسف انور، مولانا مفتی انصار قاسمی، مولانا عبدالحمید مظاہری، مفتی عقیل مظاہری اور شاہ جہاں شاد کے علاوہ جامعۃ القاسم کے دیگر اساتذہ، طلبہ اور مقامی لوگوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

☆☆

دارالعلوم وقف دیوبند کے استاد علامہ حسن باندی کا سانحہ ارتحال عظیم علمی خسارہ

نئی دہلی، 31/مارچ۔

دارالعلوم دیوبند (وقف) کے سینئر اور موقر استاد مولانا علامہ حسن باندوی کے سانحہ ارتحال پر اپنے تعزیتی پیغام میں معروف عالم دین ممتاز ملی رہنما مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی (بانی و مہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول بہار) نے کہا کہ علامہ باندوی کا انتقال علمی دنیا بالخصوص علماء دیوبند کیلئے ایک ایسا علمی خسارہ ہی جس کی بھرپائی ناممکن ہے۔انہوں نے کہا کہ دیوبند میں علامہ کی خدمات تقریبا پانچ دہائیوں پر محیط ہے، ان کی خدمات کثیر کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ پوری دنیا میں ان کے ہزاروں شاگرد دینی و ملی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ علامہ ایک ممتاز اور جید عالم دین ہونے کے ساتھ ایک اچھے انسان تھے، وہ نہایت ہی بااخلاق اور اصول پسند تھے اور ان کی ذات سے دارالعلوم دیوبند (وقف) کو بے شمار فوائد حاصل ہوئی اور آخری سانس تک دارالعلوم کی خدمت میں مصروف رہے۔مفتی عثمانی نے علامہ مرحوم کے پسماندگان اور دارالعلوم وقف دیوبند کے مہتمم مولانا محمد سفیان قاسمی سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مادر علمی کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔

☆☆

ممتاز عالم دین مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب پر حملہ شرمناک

نئی دہلی، 18/مارچ۔

ممتاز عالم دین اور جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول بہار کے بانی و مہتمم مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب اور ان کے مدرسہ کے اساتذہ وطلبہ پر جو شرمناک حملہ ہوا ہے اس کی ہم پرزور انداز میں مذمت کرتے ہیں اور حکومت بہار سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ محکمہ پولس کو ہدایت دے کہ وہ حملہ آوروں کو جلد ازجلد گرفتار کرے اور یہ یقینی بنائے کہ آئندہ اس طرح کا کوئی حملہ نہ ہو۔ان خیالات کا اظہار معروف اسلامک اسکالر پروفیسر اختر الواسع صاحب کمشنر برائے لسانی اقلیات حکومت ہند نے نمائندہ سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔انہوں نے مزید کہا کہ مفتی

محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب صرف بہار ہی نہیں بلکہ ملک و بیرون ملک میں بھی انتہائی عزت واحترام کے ساتھ دیکھے جاتے ہیں، وہ ایک عالم دین ہونے کے ساتھ سماجی، رفاہی اور اصلاحی کاموں میں بھی ہمیشہ شریک رہتے ہیں۔

پروفیسر اختر الواسع صاحب نے مزید کہا کہ مفتی محفوظ الرحمٰن صاحب جیسی ممتاز شخصیت پر حملہ کیا جاتا اس بات کی دلیل ہے کہ شر پسندوں کے حوصلے بلند ہو چکے ہیں اور علم دین کی نشر و اشاعت میں مصروف شخصیات کو جان بوجھ کر نشانہ بنایا جارہا ہے، انہوں نے کہا کہ مفتی صاحب اور مدرسہ کے اساتذہ اور طلبہ پر ہونے والا یہ حملہ شرمناک اور قابل مذمت ہے، بہار حکومت سے ہمارا مطالبہ ہے کہ شر پسندوں پر لگام کسا جائے اور تحفظ کا مکمل بندوبست کیا جائے۔

واضح رہے کہ گذشتہ دنوں بہار کی مشہور دینی درسگاہ جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول بہار کے بانی و مہتمم اور عالمی شہرت یافتہ عالم دین مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب پر کچھ شر پسند عناصر نے جان لیوا حملہ کیا جس میں مفتی صاحب بال بال بچ گئے۔

☆☆

مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی پر جان لیوا حملہ، پانچ طلبہ اور 6/اساتذہ بھی زخمی، علاقے میں شدید بے چینی

ارریہ، 17/مارچ، پریس ریلیز

بہار کی مشہور و معروف دینی درسگاہ جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول کے بانی و مہتمم اور ہندوستان کے ممتاز عالم دین مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی آج صبح ایک جان لیوا حملے میں بال بال بچ گئے۔ بتایا جاتا ہے کہ تقریبا ۱۰ افراد پر مشتمل بدمعاشوں کے ایک گروپ نے جامعۃ القاسم کے گیٹ پر مفتی صاحب پر حملہ کر دیا، اس حملے میں جامعۃ القاسم کے طلبا اور پانچ اساتذہ بھی زخمی ہوئے ہیں۔ جبکہ مفتی صاحب کے سر اور سینے میں چوٹیں آئی ہیں اور انہیں علاج کے لئے فوراً پٹنہ لے جایا گیا ہے۔

مفتی محفوظ الرحمٰن ان دنوں جامعۃ القاسم میں 24 مارچ کو منعقد ہونے والی رشد و ہدایت کانفرنس کی تیاری میں مصروف تھے کہ صبح بجے کے بعد ان پر اچانک بدمعاشوں نے حملہ کر دیا۔ جیسے ہی علاقے میں یہ خبر پہنچی لوگوں میں بے چینی پھیل گئی اور بڑی تعداد میں میڈیا اور مقامی رہنماؤں نے جامعہ پہنچ کر واقعہ کی مذمت کی۔ مشہور سماجی کارکن اور بہار انصاف کے کنوینز شاہ جہاں شاد نے اس حملے کی شدید مذمت کرتے ہوئے سخت کارروائی کا مطالبہ کیا۔ انہوں کہا کہ مقامی پولیس کو فوری کارروائی کی ضرورت ہے، مفتی صاحب عالمی شہرت یافتہ عالم دین ہیں ایسی شخصیت پر حملہ کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ انقلاب سے بات کرتے ہوئے مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی نے بتایا کہ اس حملے کی شکایت مقامی تھانے میں درج کرادی گئی، جبکہ ان کی طبیعت ابھی مستحکم ہے علاج کے لئے پٹنہ جا رہے ہیں۔ حملہ آوروں کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ نامعلوم افراد تھے، چونکہ یہ سب اچانک ہوا اس لئے اس کی شناخت فوری طور پر نہیں ہوسکی۔

☆☆

رشد وہدایت کانفرنس معاشرتی برائیوں کے ازالہ میں اہم رول ادا کرے گی

نئی دہلی، 15/مارچ۔

اس وقت دنیا کو اجالے کی ضرورت ہے جس کا منبع

رشدوہدایت ہے ، قرآن کریم کی تعلیمات کو دنیا بھر میں پہونچانے کی اشدضرورت ہے،رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو عام کرنا انتہائی ضروری ہے،عوام کی اصلاح اورمسلم معاشرہ میں درآئی انتھک بیماریوں کے ازالے کیلئے پیغام رشدوہدایت عام کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے،انہیں مقاصد کے پیش نظر بہار کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کے زیراہتمام سپول میں رشدوہدایت کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ان خیالات کا اظہاردارالعلوم زکریا دیوبند کے شیخ الحدیث مفتی ارشدفاروقی نے کیا۔انہوں نے مزید کہا کہ اس موقع پر جوآفتاب وماہتاب جمع ہوں گے ان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ دلوں سے نفرت ختم کرنے کا سبب بنیں گے۔مفتی ارشدفاروقی صاحب نے کہا کہ قابل مبارکباد ہیں حضرت مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب نے جنہوں نے اس کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے۔اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے رفیق مفتی احمد نادرالقاسمی صاحب نے کہا کہ مسلم معاشرہ میں بگاڑ اورفساد کے ازالہ کیلئے اس طرح کی کانفرنس کا انعقاد بہت اہم ،امت مسلمہ اس وقت نازک دور سے گزررہی ہے،آپسی انتشاراورمعاشرتی بیماریوں کے خاتمہ میں یہ کانفرنس اہم رول ادا کرے گی۔انہوں نے مزید کہا کہ مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب موقع بموقع اس طرح کا اہم پروگرام کرتے رہتے ہیں اوراصلاح امت کا فریضہ انجا دیتے رہتے ہیں ،ملت ٹائمز کے چیف ایڈیٹر مفتی شمس تبریز قاسمی نے کہا کہ مسلم معاشرہ اس وقت تباہی کے لگار پر کھڑا ہے،مذہبی اوراسلامی تعلیمات کو اپنانے کے بجائے وہ غیروں کے کلچر کو اپنانے لگا ہے،ان کی دینی اورشرعی رہنمائی کی اشد ضرورت ہے،ایسے ماحول میں رشدوہدایت کانفرنس کا انعقاد بہت ہی اہم ہے۔انہوں نے کہا کہ اس کانفرنس کے ذریعہ عوام کو یہ پیغام دیا جائے گا کہ قرآنی تعلیمات کواپنایا جائے،رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کی اتباع کی جائے،انہوں نے مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب کو اس اہم کانفرنس کے انعقاد پرمبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ مفتی صاحب کا یہ اقدام لائق ستائش اور قابل مبارکباد ہے اور اس موقع پر جن اہم شخصیتوں کو کانفرنس میں مدعو کیا گیا ہے عوام الناس میں اس کا مثبت اوربہتر اثر جائے گا۔

واضح رہے کہ 24 مارچ 2016 بروز جمعرات کی شب میں جامعہ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول بہار کے زیراہتمام ایک روزہ رشدوہدایت کانفرنس منعقد ہورہی ہے جس میں حضرت مولانا سیداحمد بخاری صاحب شاہی امام جامع مسجد دہلی،حضرت مولانا محمد شاہد سہارنپوری امین عام جامعہ مظاہر علوم سہارنپور،حضرت مولانا محمد سفیان صاحب قاسمی مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند،حضرت مولانا حکیم محمد عثمان صاحب حرم مدنی مدینہ منورہ،پروفیسر اخترا لواسع صاحب کمشنر برائے لسانی اقلیات حکومت ہند،حضرت مولانا عبدالحمید ندوی صاحب دبئی،مولانا ارشدفاروقی قاسمی،مفتی احمد نادرالقاسمی،مولانا شاہدناصری الحنفی سمیت متعددشخصیات شرکت کریں گی،جبکہ 25 مارچ بروز جمعہ کی صبح جامعہ کے تحت مرکز التوحیدی للدعوہ والارشاد کے عمارت کی سنگ بنیادرکھی جائے گی اوراسی مناسبت سے 24 مارچ کی شام کورشدوہدایت کانفرنس کاانعقادکیا جارہاہے۔

☆☆

رشدوہدایت کانفرنس کا انعقاد معاشرہ کی اصلاح کیلئے ناگزیر

سپول،13مارچ۔

اس وقت پوری دنیا میں سیاسی طوفان برپا ہے،ہر بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو نگلنے کے فراق میں ہے،ظلم زیادتی انتہا پر پہنچ چکی ہے،کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں کمزوروں کو دبایا اوران کا استحصال نہ کیا جا رہا ہو،ایسے میں محسن انسانیت کا اسوہ حسنہ ہی دنیا اور آخرت میں کامیابی کا راستہ ہے اور یہی وہ واحد راستہ ہے جس کے سہارے ہر سمت پھیلی بےسکونی و بےچینی کو امن و آشتی میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ان خیالات کا اظہار معروف عالم دین و ممتاز ملی رہنما فخر ملت مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی بانی و مہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول بہار نے کیا۔

مرکز التوحیدی الاسلامی للدعوۃ والارشاد کے سنگ بنیاد کے موقع پر منعقدہ ایک روزہ رشدو ہدایت کانفرنس کی تفصیلات بتاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ کانفرنس 24 مارچ کو جامعۃ القاسم سپول کے احاطے میں منعقد ہو رہی ہے جس میں ہندوستان کے علاوہ دبئی اور مدینہ منورہ سے بھی علماء کرام تشریف لارہے ہیں،انہوں نے کہا کہ حالات جس تیزی سے بدل رہے ہیں،اس میں سب سے زیادہ اسلام اور مسلمانوں پر حملے ہورہے ہیں۔اسلام کے نام پر اسلام کو اور مسلمان کے نام پر مسلمان کو قتل کیا جا رہا ہے اور دنیا کو جان بوجھ کر یہ گمراہ کن پیغام دینے کی کوشش کی جارہی ہے کہ اسلام دراصل قتل و غارت گری کا مذہب ہے۔مفتی عثمانی نے کہا کہ بلا شبہ اس کے پیچھے وہ باطل طاقتیں ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے ازلی وابدی دشمن ہیں۔موجودہ خلفشار اور افراتفری کے ماحول میں ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی تعلیمات کو فروغ اور اسلام کی حقانیت کے پیغام کو عام کیا جائے اور انسانیت کی فلاح کے لئے امت مسلمہ میں بیداری لائی جائے۔

اسی خاص مقصد کے تحت رشدو ہدایت کانفرنس کا انعقاد کیا جا رہا ہے،جس کی تیاری الحمداللہ مکمل ہو چکی ہے۔انہوں نے کہا کہ حضرت مولانا سید احمد بخاری شاہی امام جامع مسجد دہلی،حضرت مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری امین عام جامعہ مظاہر علوم سہارنپور،حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند وقف،حضرت مولانا حکیم محمد عثمان قاسمی مدینہ منورہ، ماہر اسلامیات پروفیسر اختر الواسع کمشنر برائے لسانی اقلیات حکومت ہند،حضرت مولانا قاری عبدالحمید ندوی دبئی،حضرت مولانا محمد اسلام قاسمی،استاد حدیث دارالعلوم دیوبند وقف،حضرت مولانا مفتی نسیم احمد مظاہری شیخ الحدیث جامعہ نورالسلام میرٹھ،حضرت مولانا مفتی اشد فاروقی شیخ الحدیث دارالعلوم زکریا دیوبند، حضرت مولانا شاہد ناصری الحنفی رئیس ادارہ دعوۃ السنہ مہاراشٹر، مولانا مفتی احمد نادر القاسمی رفیق اسلامک فقہ اکیڈمی دہلی،مفتی اسعد اعظمی مہتمم دارالعلوم کو پا گنج میو،مفتی علیم الدین قاسمی مہتمم دارالعلوم رحمانی زیرو مائل ارریہ،مولانا مفتی ڈاکٹر شکیل احمد قاسمی چیئرمین فاران انٹرنیشنل پٹنہ،مولانا بدرالدجیٰ راہی کٹیہار کے علاوہ بہار اور ہندوستان کے مختلف صوبوں سے دیگر مشاہیر علما کرام شریک ہورہے ہیں۔

☆☆

حاجی ہارون صالح ملت اسلامیہ کے عظیم بہی خواہ اور خیرامت کے داعی تھے

نئی دہلی، 6مارچ۔

محترم جناب حاجی ہارون صالح صاحب کی شہادت کی افسوسناک خبر پرمشہور عالم دین نامور رسالت کے علمبردار حضرت مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی نے اپنے تعزیتی خط میں کہا کہ جناب حاجی صاحب کی شہادت میرے لئے کسی عظیم صدمہ سے کم نہیں ہے اوران کا انتقال پر ملال ملت اسلامیہ کیلئے ایک عظیم خسارہ کے مترادف ہے۔مفتی عثمانی صاحب نے پریس ریلیز میں کہا کہ حاجی ہارون صالح رحمۃ اللہ علیہ ملت اسلامیہ کے عظیم بہی خواہ اور خیرامت کے داعی تھے،آپ کی ذات بے شمار خوبیوں سے سرشار تھی،انہوں نے پوری زندگی ملت اسلامیہ کی تعمیروترقی اور فلاح وبہبود کیلئے وقف کررکھی تھی،علم کی ترویج واشاعت اور امت کی اصلاح میں آپ کی خدمات نا قابل فراموش ہے۔

مفتی عثمانی صاحب نے ان کی خدمات کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ جناب حاجی ہارون صالح صاحب کی خدمات کا سلسلہ تو پورے عالم اسلام میں پھیلا ہوا ہے لیکن افریقہ میں آپ کی خدمات سب سے زیادہ اور بے مثال ہیں،وہاں آپ نے افریکن حبشی قوم کی پسماندگی دورکرنے،انہیں تعلیم سے روشناس کرانے،سماجی،انسانی اور فلاحی سطح پر مضبوط کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے،منشیات کے خلاف اور حبشیوں کی بہتر سماجی زندگی فراہم کیلئے آپ نے پرزورتحریک چلائی۔

حضرت مولانا مفتی محمد حسین بھیات رحمہ اللہ بانی کریسنٹ آف ہوپ جنوبی افریقہ کے معتمد اور فلاح انسانیت کے کاموں میں دست راست تھے۔آپ کی وفات سے آزاد ول جنوبی افریقہ میں ایک عظیم خلاء پیدا ہوگیا ہے جس کی تلافی ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

واضح رہے کہ جنوبی افریقہ کی مشہور شخصیت حاجی ہارون صالح صاحب کوگذشتہ 3 مارچ 2016 میں آزاد ول میں نامعلوم حملہ آوروں نے گھر میں داخل ہوکران پراوران کے بیٹے پر زوردار فائرنگ کردی جس میں حاجی صاحب جائے واردات پر ہی جاں بحق ہوگئے اوران کے بیٹے شدید زخمی ہوگئے۔حاجی ہارون صاحب کی مشہور تنظیم کریسنٹ آف ہوپ کے نائب امیر اور عظیم سماجی کارکن تھے۔

مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب نے کہا کہ رنج وغم کی اس گھڑی میں ہم ان کے اہل خانہ کے ساتھ ہیں،اس غم میں برابر کے شریک ہیں اوراس قتل کی سخت مذمت کرتے ہیں۔انہوں نے اہل خانہ سے تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے،پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے زخمی بیٹے کو شفاء کاملہ عطا فرمائے (آمین)۔اس موقع پر حاجی ہارون صاحب کیلئے جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول بہار میں ختم قرآن اور ایصال ثواب کا بھی اہتمام کیا گیا۔

☆☆

الحاج عبدالستار یوسف شیخ ملت کے سانحہ ارتحال پر اظہار تعزیت

نئی دہلی،18رفروری۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے بانی سکریٹری الحاج عبد

الستار یوسف شیخ کی وفات پر اپنے تعزیتی بیان میں حضرت مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب نے کہا کہ الحاج عبدالستار یوسف شیخ صاحب ملت کے عظیم رہنما اور بے مثال بہی خواہ تھے، آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے قیام، اس کی ترقی اور دیگر امور میں آپ نے نمایاں خدمات انجام دی ہیں، بورڈ کے اکثر اجلاس کی میزبانی، بورڈ کی رہنمائی اور ملت کے خیر خواہانہ کاموں میں آپ ہمیشہ پیش پیش رہے، آپ انتہائی خوش اخلاق اور خوش مزاجی سے پیش آتے تھے، تواضع انکساری، اور ملی، سماجی، رفاہی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔

مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب نے مزید کہا کہ یہ سال بورڈ کیلئے بہت زیادہ صدمہ والا رہا کیوں کہ بورڈ کی تین عظیم ہستیاں اس سال رخصت ہوگئی ہیں، انہوں نے کہا کہ حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب، جنرل سکریٹری، ایڈوکیٹ عبدالرحیم قریشی صاحب اسسٹنٹ سکریٹری اور اب بانی سکریٹری الحاج عبد الستار یوسف شیخ صاحب جیسی عظیم ہستیاں یکے بعد دیگر داغ مفارقت دے گئی ہیں جو ملت اسلامیہ ہند کا عظیم خسارہ ہے۔

مفتی عثمانی نے مزید کہا کہ گذشتہ 18 جنوری 2016 کو امیر شریعت حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب کی حیات و خدمات پر ممبئی انٹرنیشنل سیمنار ہوا تھا جس کی سرپرستی حضرت عبد الستار یوسف شیخ نے ہی فرمائی تھی اور پیرانہ سالی اور ضعف کے باوجود سیمنار میں شریک رہے۔

☆☆

حجۃ الاسلام اکیڈمی کا تاریخی اور قابل ستائش قدم

دیوبند۔15/فروری۔

مجاہد آزادی حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم النانا توی بانی دارالعلوم دیوبند برصغیر ہندوپاک میں 1857 کے بعد برپا ہونے والی تمام تحریکوں کے سربراہ اور سرخیل ہیں، تمام تحریکات کا تعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ مولانا قاسم نانا توی سے جڑتا ہے، دارالعلوم دیوبند کا قیام ملت اسلامیہ پر حضرت امام قاسم کا عظیم احسان ہے، مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ علیہ ملک کے اولین مجاہد آزادی ہیں، اور ہندوستان کی آزادی حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی اور ان کے رفقاء کار کی ہی کوششوں کا ثمرہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار گذشتہ روز آستانہ قاسمی پر دارالعلوم وقف دیوبند کے مہتمم مولانا سفیان قاسمی سے ملاقات کے دوران معروف عالم دین مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی بانی و مہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم اسلامیہ سپول بہار نے حجۃ الاسلام اکیڈمی کے زیر اہتمام ماہ محرم میں ہونے والے حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی پر ہونے والے سیمینار پر باہم تبادلہ خیال کے دوران کیا، انہوں نے کہا کہ حضرت امام قاسم پر عالمی سیمینار کے انعقاد کا فیصلہ تاریخی اور لائق ستائش اقدام ہے، موجودہ دور میں پوری دنیا کے اندر حجۃ الاسلام کا تعارف کرانا اور بیش بہا خدمات کو پیش کرنا ہم سبھی پر فرض ہے جس کی ادائیگی آپ کرنے جارہے ہیں۔ مفتی عثمانی صاحب نے گفتگو کے دوران مزید کہا کہ حجۃ الاسلام سیمینار نسل نو اور عالم اسلام کے لئے ایک بیش قیمت پیغام ثابت ہوگا، دنیا کو آپ کی خدمات کا پتہ چلے گا، مفتی عثمانی نے کہا کہ دارالعلوم وقف دیوبند نے اس سے قبل حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری طیب پر ایک تاریخ ساز سیمینار کا انعقاد کیا تھا جس کا پوری دنیا میں مثبت پیغام گیا اور پچاس سالوں تک دارالعلوم کی خدمت کرنے والے عظیم

مہتمم کی زندگی دنیا کے سامنے پیش کی گئی ،انہوں نے کہا کہ حضرت حجۃ الاسلام پراس طرح کے سیمینار کا انعقاد بہت پہلے ہونا چاہئے تھا، بہر حال دیر آید درست آید۔مفتی عثمانی نے کہا کہ وہ سیمینار کو تاریخی بنانے کے لئے ہم ہر ممکنہ تعاون کے لئے تیار ہیں ،اس سیمینار میں ہماری ادنی سی بھی کسی کی طرح کی شرکت ہمارے لئے باعث فخر ہوگی۔اس موقع پر حجۃ الاسلام اکیڈمی دارالعلوم وقف دیوبند کے ڈائریکٹر مولانا شکیب قاسمی نے بتایا کہ مجاہد آزادی مولانا محمد قاسم نانوتویؒ پر ہونے والا سیمنار ،بعنوان،،امام محمد قاسم نانوتویؒ،فکر، فلسفہ،تجدید دین اور تحریکات ،، جیسے اہم موضوعات پر ملک کے دانشور طبقہ ارباب حل وعقد اور مشاہیر علماء کومکتوب ارسال کئے جا چکے ہیں اور مثبت آراء موصول ہوچکی ہیں۔انہوں نے سیمنار کے انعقاد کا مقصد فکر قاسمی سے نسل نوقریب لانے اور اکابرین کے زریں کارناموں کو اجاگر کرنے کا بنیادی سبب ہے۔اور یہ سیمنار تاریخ ساز ثابت ہوگا۔اس موقع پر مولانا محمد شاہد قاسمی ،محمد یوسف نوری ،مولوی محمد اسماعیل قاسمی وغیرہ موجود رہے۔

☆☆

اسوہ رسول اکرمؐ کے بغیر انسانیت کی نجات کی راہ پر پہنچنا ناممکن ہے

واپی۔24/دسمبر۔

اسوہ رسول اکرمؐ کے بغیر انسانیت کا نجات کی راہ پر پہنچنا ناممکن ہے۔ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ جب تک نوع بنی انسان نے محمد رسول اللہؐ کے اسوہ کو اپنایا، اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کی وہ کامیاب اور سرخرو ہوئے۔انسان تو انسان جنگل و بیابانوں کے جانور اور چرند پرند سبھی کے تابع رہے اور مسلمانوں نے پوری دنیا پر حکومت کی ،مگر اسے وقت کا المیہ کہئے یا ہماری بدنصیبی کہ جب سے ہم نے اسوہ رسولؐ پر چلنا چھوڑ دیا، تنزلی و پستی، پریشانی و زبوں حالی ہمارا مقدر بن گئی۔ان خیالات کا اظہار معروف عالم دین مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی بانی و مہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سپول بہار نے کیا۔

عمران نگر واپی گجرات کی مدینہ مسجد میں خطاب کرتے ہوئے انھوں نے ملعون کملیش تیواری کی گستاخی کو نا قابل معافی جرم قرار دیا۔مفتی عثمانی نے کہا کہ یہ بات سبھی مذہب کے لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ مسلمان سب کچھ کر سکتے ہیں، ہر مصیبت ومظالم کو جھیل سکتے ہیں،لیکن اپنے نبی کی شان اقدس میں ذرہ برابر توہین و گستاخی کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتے ہیں، یہی ہمارا ایمان وعقیدہ ہے۔اس کے باوجود کملیش تیواری نے اہانت رسول کر کے پوری ملت اسلامیہ کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔

انھوں نے کہا کہ یہ ملعون گرچہ اس وقت پولیس کی حراست میں ہے،مگر حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسلمانوں کے جذبات کا خیال کرتے ہوئے شاتم رسول کو سخت سے سخت سزا دے۔اس موقع پر کملیش تیواری کے خلاف تحفظ ناموس رسالت پر احتجاج کرتے ہوئے ایک عظیم ریلی نکالی گئی جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی،اس ریلی کی قیادت بھی مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی نے کی۔ اس سے قبل مسجد عمر میں خطاب کرتے ہوئے مفتی عثمانی نے کہا کہ موجودہ حالات میں مسلمانوں کے لئے از حد ضروری ہے کہ وہ اسوہ رسولؐ کو اپنائے تبھی وہ دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ آج کل مسلمان اس صفت سے محروم ہے، ان

کے دلوں میں اسوہ رسولؐ کی اہمیت نہیں ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام احوال واقوال میں مسلمانوں کے لئے رسول اللہ کی اقتداء ضروری ہے۔چاہے ان کا تعلق عبادت سے ہو یا معاشرت سے،معیشت سے یا سیاست سے زندگی کے ہر شعبے میں محمد رسول اللہ کی ہدایت واجب الاتباع ہیں۔اس موقع پر حاجی ادریس موسیٰ خان، حاجی فوزان ادریس خاں،سلیم بھائی خیراتی،اسماعیل بھائی منصوری، حاجی شبیر سروہا، رفیق بھائی بھلاڑ اور حاجی منظور خاں سمیت بڑی تعداد میں مقامی لوگ موجود تھے۔

☆☆

نیپال اور پاکستان کے دو بڑے عالم دین کے سانحہ ارتحال پر مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی کا اظہار رنج وغم

نیپال کے مشہور عالم دین اور داعی الی اللہ جناب مولانا عبداللہ عبدالتواب مدنی کا قلبی تکلیف کے بعد کاٹھمنڈو کے اسپتال میں دوران علاج کل انتقال ہوگیا۔انا لله و انا اليه راجعون۔

مرحوم سے میرا قدیم تعلق ان کے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تعلیم حاصل کرنے کے زمانے سے ہی تھا، انھوں نے ایک بامقصد طالب علم کی حیثیت سے پورا وقت یہاں گذارا،اس کے بعد وہ مدینہ یونیورسٹی چلے گئے اور وہاں سند فراغت حاصل کر کے دارالافتاء کی طرف سے ملک نیپال میں ایک داعی کی حیثیت سے مقرر ہوئے، اسی دوران غالبا 1983ء میں میرا سفر نیپال بسلسلہ دعوت وتبلیغ ہوا اور کاٹھمنڈو میں چند دن قیام کے دوران مولانا عبداللہ مدنی سے ملاقات ہوئی اور تقریبا ایک ہفتے تک پورے سفر میں ہمارا ان کا ساتھ رہا، اسی موقع سے ان کے شہر جھنڈے نگر بھی جانا ہوا اور ان کے قائم کردہ مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ کی زیارت کا موقع ملا۔

مولانا مرحوم نہایت سرگرمی کے ساتھ تعلیم ودعوت کے کاموں میں مشغول رہے اور نیپال کے مشہور عالم دین خطیب الاسلام حضرت مولانا عبدالرؤف رحمانی کے انتقال کے بعد ان کی نیابت کی اور ملک بیرون ملک ہر جگہ دینی، تعلیمی، دعوتی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے۔انھوں نے دعوتی غرض سے کرشنا نگر نیپال میں مرکز التوحید کے نام سے ایک ادارہ قائم کر کے تبلیغی خدمات انجام دیں اور ''نور توحید'' کے نام سے ایک ماہنامہ اردو زبان میں نکالا، جو آج بھی جاری ہے۔

اور دوسری اہم شخصیت پاکستان کے معروف عالم اور قلم کار مولانا اسحاق بھٹی کی ہے،ان کا انتقال بھی کل ہی ہوا ہے،انا لله و انا اليه راجعون، وہ دراصل ہندوستان میں پنجاب سے تعلق رکھتے تھے، پھر پاکستان ہجرت کر گئے،مولانا آزاد اور ان کی تحریروں سے بہت متاثر تھے اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بہت سی مفید کتابیں تصنیف کیں، اگر چہ مسلکا اہل حدیث تھے، مگر جملہ ائمہ اسلام کا پورا احترام کرتے تھے، ان کی وفات سے مصنفین اور اہل علم کی صف میں خلا پیدا ہوا ہے، جو ایک بڑا خسارہ ہے، اللہ تعالیٰ ان کے اعمال وخدمات کو قبول فرما کر اپنی رحمت و مغفرت سے سرفراز فرمائیں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں، آمین۔

12/ربیع الاول 1437ھ

بمطابق 24/دسمبر 2015ء

☆☆

اگر آپ چاہتے ہیں کہ:

• ہمارے گھروں میں دین کی باتیں ہوں! • مجالس اور لوگوں کی زبان پر ہمیشہ اصلاحی باتوں کا تذکرہ ہو! عوام وخواص میں ہمیشہ اصلاح کی فکر لاحق ہو! • پیغمبر اسلام ﷺ کے اسوۂ حسنہ، تعلیمات نبوی اور اسلاف کی پاکیزہ روایات سے معاشرہ کو روشناش اور اس کے تئیں بیداری پیدا کی جائے۔

تو آئیے! ان مقاصد حسنہ کی تکمیل کے لیے ''ماہنامہ معارف قاسم جدید'' کی علمی وفکری بیداری مہم میں شامل ہوجائیے۔

ممبر بن کر اور بنا کر

اس عظیم مہم کو کامیاب بنانے میں معاون بنیں

یقیناً آپ کا تعاون ''معارف قاسم جدید'' کی ترقی کا ضامن بن سکتا ہے۔

ہندوستان میں سالانہ زرتعاون صرف 300 / روپے اور بیرون ممالک میں 150 / ڈالر

اس کے علاوہ آپ مندرجہ ذیل طریقہ سے بھی تعاون کرسکتے ہیں

- اہل خیر حضرات کو اشتہار کی طرف توجہ دلائیں۔
- اپنی جانب سے علاقے کے بااثر حضرات، دینی اداروں، ملی تنظیموں اور لائبریریوں کے نام رسالہ جاری کرائیں۔
- معارف قاسم جدید میں کاروباری اشتہارات دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
- ممبر سازی کے لیے جو نمائندے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں ان کا بھرپور تعاون کریں۔
- پانچ آدمیوں کو ممبر بنا کر اپنا ایک سال کے لیے رسالہ مفت جاری کرائیں۔

یقین ہے کہ ہمارے قارئین کا پرخلوص تعاون ہمیں برابر حاصل رہے گا۔ انشاء اللہ۔

خط وکتابت: ماہنامہ ''معارف قاسم جدید دہلی'' این 93 / سیلنگ کلب روڈ، لین نمبر ۲، بٹلہ ہاؤس، جامعہ نگر نئی دہلی۔ 110025

ممبرشپ فارم

جس مدت کے لیے ممبرشپ چاہیے اس کے سامنے صحیح نشان لگائیں

☐ سالانہ فیس .... (300/-)

☐ دو سال کے لیے .... (600/-)

☐ تین سال کے لیے .... (900/-)

☐ تاحیات .... (10,000/-)

نام: .... ولدیت: ....

مکمل پتہ: ....

ملک: .... پن کوڈ: .... ٹیلیفون نمبر: ....

عمر: .... پیشہ: ....

معارف قاسم جدید کی ممبرشپ کے لیے ہے۔

منی آرڈر رچیک رڈرافٹ نمبر: .... تاریخ: ....

بذریعہ: .... روپئے: .... بھیج رہا ہوں رہی ہوں۔

نوٹ: یہ شرح صرف ہندوستان کے لیے ہے۔

چیک رڈرافٹ ''ماہنامہ معارف قاسم جدید'' دہلی کے نام سے بنوائیں۔

برائے مہربانی اس فارم کو بھر کر ڈاک سے معارف قاسم جدید این 93 دوسری منزل، لائن ۲، سیلنگ کلب روڈ، بٹلہ ہاؤس، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی-۲۵ کے پتہ پر ارسال کریں۔

نرخ اشتہار

آخری ٹائٹل صفحہ	(رنگین)	4,000/-
اندرونی ٹائٹل صفحہ	(رنگین)	3,000/-
مکمل صفحہ	(اندرونی، بلیک)	1,500/-
آدھا صفحہ	//	1000/-
چوتھائی صفحہ	//	500/-

مطبوعات جامعہ

نام کتاب	مصنف	مرتب
مقامات مقدسہ	حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند)	مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
زکوٰۃ اور اس کا مصرف (اردو،انگریزی)	امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد	مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
خطبہ حجۃ الوداع (اردو،انگریزی)		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
قاضی مجاہد الاسلام حیات وخدمات نمبر		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
سیرت النبی نمبر		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
مسلم پرسنل لا نمبر		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
پیام انسانیت نمبر		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
رمضان کریم نمبر		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
قرآن کریم نمبر		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
مسلم مسائل نمبر		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
امیر شریعت مولانا سید نظام الدینؒ نمبر		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
مجاہد کی للکار	مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی	
قرآن کریم کا اعجاز اور اس کی حقیقت (اردو،انگریزی)	مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی	
ہندوستان میں مدارس اسلامیہ (اردو،انگریزی)	مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی	
قادیانیت کی حقیقت (اردو،انگریزی،ہندی)	مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی	
اسلام اور قادیانیت عقائد کی روشنی میں		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
مجموعۂ رسائل حضرت علامہ نور محمد خان ٹانڈویؒ		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
ہندی زبان میں کتب سیرت کا ادبی جائزہ (زیر طبع)		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
راہ عمل (زیر طبع)		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
ذکرا قائماً (20 ویں صدی کے علماء گجرات کی علمی، دینی خدمات)		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
دینی مدارس ماضی، حال اور مستقبل تقاضے، چیلنجز اور ان کا حل		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
قادیانیوں کو غور وفکر کی دعوت		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
متاع زندگی مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی جہد مسلسل، تحریکات، خدمات		ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب القاسمی
محمد رسول اللہ کے بعد کوئی نبی نہیں	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	
قادیانیت منظر اور پس منظر	حضرت مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی	
تحریک تحفظ ختم نبوت اور جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ		ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب القاسمی
کوسی کا تباہ کن سیلاب اور جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ		(رپورٹ) شاہ جہاں شاد
شجرۂ طیبہ		مولانا محمد شاہد قاسمی
خیموں کا شہر مظفر نگر		ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب القاسمی
خوشبو کا سفر	ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب القاسمی	
رشحات عثمانی		مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
اسلام اور امن وآشتی (اردو، ہندی، انگریزی) (زیر طبع)	مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی	

اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر رسائل ومجلّات طباعت کے مرحلے سے گذر کر جلد ہی منظر عام پر آنے والے ہیں۔

جمعية الإمام قاسم التعليميه الخيريـه الاســلاميــه الهنـد

امام قاسم اسلامک ایجوکیشنل ویلفیئر ٹرسٹ انڈیا ایک دینی، اصلاحی، اور فلاحی ادارہ ہے، جوشمالی بہار میں متحرک اور فعال ہے۔ ہندوستان کی ریاست بہار کے شمال مشرقی علاقہ کوسی اور پورنیہ دومشہور کمشنریاں ہیں جوسات اضلاع پر مشتمل ہیں، یہ علاقہ مسلمانوں کی کثرت کی وجہ سے کافی مشہور ہے۔ جغرافیائی اعتبار سے ایک طرف نیپال کی لمبی سرحد ہے تو دوسری طرف شمال مشرقی ہند کی ریاستوں اور بنگلہ دیش کی سرحد ملی ہوئی ہے اس علاقہ میں تقریباً ۵۰/ لاکھ مسلمان آباد ہیں جو تعلیمی، معاشی اور سیاسی طور پر انتہائی پسماندگی کے شکار ہیں، مسلمانوں کی معاشی حالت اس قدر ناگفتہ بہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت تو دور ان کی صحیح طریقہ سے کفالت کی بھی سکت نہیں رکھتے اور قبائلی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان حالات کا ادراک کرتے ہوئے جمعیۃ کے ماتحت مکاتب ومدارس کا قیام، دینی واصلاحی پروگرام، مسلمانوں کی شعوری وفکری تربیت اور مسلمانوں کی معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لیے ان کی مدد کی جاتی ہے۔

الحمدللہ اس وقت 85 مکاتب کام کررہے ہیں، ضلع سُپول میں بچیوں کی دینی تعلیم کے لیے ''معہد عائشہ صدیقہ''، ''شیخ زکریا چیری ٹیبل ہاسپٹل''، ''مولانا آزاد اسکول اینڈ ٹیکنیکل سینٹر'' اور دینی ماحول میں انگلش میڈیم اسکول کا قیام زیر منصوبہ ہے۔ ان منصوبوں کی تکمیل کی لاگت کا تخمینہ تقریباً ساڑھے پانچ کروڑ روپے ہے۔ اس کے علاوہ امام قاسم اسلامک ایجوکیشنل ویلفیئر ٹرسٹ انڈیا اس علاقے کے معاشی طور پر کمزور، معذور افراد کی مدد اور یتیم بچیوں کی شادی، حادثات وآفات سے متاثرین کیلئے راحت و ریلیف کا نظم بھی کرتا ہے۔

مدارس کے غریب اور نادار فضلاء کے لیے جو کالجز اور یونیورسٹی میں داخلے کے خواہش مند ہیں، حتیٰ المقدور وظائف کا نظم کرتا ہے۔ ان سب منصوبہ جات پر عمل درآمد کے لیے کثیر سرمایہ کی ضرورت ہے، جو آپ حضرات کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں، خاص کر ۱۱/ستمبر کے بعد مسلمانان ہند جس طرح کے حالات سے دوچار ہوئے ہیں اس پس منظر میں اہل ثروت اور تعاون کا جذبہ رکھنے والے اہل خیر حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ کسی نہ کسی سطح پر دست تعاون دراز کریں، تاکہ آپ کے تعاون سے یہ عظیم کام انجام پاسکے اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا کرے اور تمام آفات وبلیات سے محفوظ رکھے۔ آمین

الـــداعيـــــان

مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
سکریٹری جنرل
امام قاسم اسلامک ایجوکیشنل ویلفیئر ٹرسٹ انڈیا
بانی ومہتمم، جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ مدھوبنی سپول بہار

(مولانا) نسیم احمد مظاہری
صدر
امام قاسم اسلامک ایجوکیشنل ویلفیئر ٹرسٹ انڈیا
شیخ الحدیث جامعہ عربیہ نورالاسلام میرٹھ، یوپی

جامع الامام محمد قاسم النانوتویؒ

یہ نہایت خوشی اور مسرت کی بات ہے کہ ''جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ'' کے وسیع وعریض احاطے میں ۶۵ / ہزار اسکوائر فٹ پر مشتمل، حجۃ الاسلام الامام محمد قاسم النانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند کے نام سے منسوب عظیم الشان جامع مسجد ''جامع الامام محمد قاسم النانوتوی'' کی چھت کی ڈھلائی ۲۲ / ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۳ / فروری ۲۰۱۴ء بروز اتوار مکمل ہوچکی ہے۔ مسجد کی تکمیل وتزئین کا کام باقی ہے، یہ جامعہ کے لئے خوش نصیبی کی بات تھی کہ عظیم مذہبی رہنما خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند (وقف) کے علاوہ ایک درجن سے زائد ممتاز علماء مسجد کی چھت کی ڈھلائی کے موقع پر موجود تھے اور جملہ معاونین کی صحت وسلامتی کے لئے دعا گو تھے۔

مسجد کی تزئین کا کام بشمول پلاسٹر، دروازے، کھڑکی اور فرش، نیز تزئین کاری، سنگ مرمر کا کام تکمیل کے مرحلہ میں ہے۔ لہٰذا تمام اصحاب جود وسخا سے گذارش ہے کہ اس کار خیر میں بھرپور حصہ لیں اور اپنے احباب کو بھی صدقہ جاریہ کے اس عظیم کام کی جانب متوجہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت دونوں کی دولت سے مالا مال فرمائے گا اور آپ کی اس مخلصانہ خدمت کو انشاء اللہ صدقہ جاریہ بنائے گا۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے ''إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَاللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ'' (سورۃ التوبۃ: ۱۸) (اللہ کے گھر کو تو صرف وہ لوگ آباد رکھتے ہیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں) اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِداً بَنَى اللّٰهُ لَهُ بيتاً فِيْ الْجَنَّةِ'' (بخاری ومسلم) (جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ویسا ہی گھر بنائے گا)

واضح رہے کہ اس جامع مسجد میں بیک وقت تین ہزار بندگان خدا سجدہ ریز ہوسکیں گے۔ مسجد کی تعمیر کا کام تین کروڑ روپے کے تخمینہ سے شروع ہوا تھا بعد کے دنوں کی ہوش ربا گرانی اور مہنگائی نے بجٹ میں کافی اضافہ کردیا ہے، جس سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ امید کہ اس اہم موقع پر آپ خصوصی توجہ فرمائیں گے۔

تعاون کی شکلیں

- ایک مصلیٰ مع سنگ مرمر کی تعمیر پر =/10,000 روپے
- آدھے مصلیٰ کی تعمیر پر =/5,000 روپے
- ایک بوری سیمنٹ =/400 روپے
- ایک راج مستری کی یومیہ مزدوری =/500 روپے
- ایک بیلدار کی یومیہ مزدوری =/250 روپے
- ایک کارپینٹر کی یومیہ مزدوری =/1,000 روپے
- ایک دروازہ کی تعمیر پر =/10,000 روپے
- ایک کھڑکی کی تعمیر پر =/5,000 روپے
- مسجد کے ایک غسل خانہ کی تعمیر پر =/15,000 روپے
- مسجد کے وضوخانہ (ایک نشست) کی تعمیر پر =/5,000 روپے
- مسجد کے ایک بیت الخلاء کی تعمیر پر =/25,000 روپے

جامعہ کے تعاون کی آسان شکلیں

آپ اپنی سہولت کے مطابق جامعہ کا تعاون مندرجہ ذیل طریقوں سے کرکے اجرعظیم کے مستحق ہوسکتے ہیں۔

ایک دن کے کھانے پر خرچ (850 طلبہ و70 اساتذہ بحساب ۷۰/روپے)	:	64,400.00
ایک ماہ کے کھانے پر خرچ	:	19,32,000.00
ایک سال کے کھانے پر خرچ (چھٹیوں کے ایام کے علاوہ)	:	1,73,88,000.00
ایک حافظ بنانے پر خرچ مع لباس (4 سال)	:	1,44,000.00
ایک عالم بنانے پر خرچ مع لباس و کتاب (8 سال)	:	2,88,000.00
ایک بچی کے نکاح پر خرچ مع ضروریات زندگی	:	50,000.00
ایک بیوہ کی کفالت کا خرچ (1 سال)	:	25,000.00
ایک بورویل پمپ مع سمرسیبول کا خرچ	:	50,000.00
ایک صحت مند بڑے جانور کی قربانی کا خرچ	:	15,000.00
ایک مفلوک الحال انسان کے گھر کی تعمیر کا خرچ	:	1,50,000.00
ایک بیت الخلاء کی تعمیر کا خرچ	:	30,000.00
مرکز الامام ابی الحسن علی حسنی ندوی الاسلامیؒ کے ایک کمرہ کی تعمیر کا خرچ	:	3,00,000.00
جامع الامام محمد قاسم النانوتوی (مسجد) کے ایک مصلّی مع سنگ مرمر کا خرچ	:	10,000.00
ایک درجہ کے طلبہ کی درسی کتابوں پر خرچ	:	75,000.00
درجہ حفظ کی ایک درسگاہ کی تعمیر پر خرچ	:	3,50,000.00
ایک طالب علم کے لئے ایک سال کے کپڑوں مع بستر کا خرچ	:	35,000.00
ایک مدرس کی ایک ماہ کی تنخواہ	:	10,000.00
ایک مدرس کی ایک سال کی تنخواہ	:	1,20,000.00
مکتب کے ایک مدرس کی ایک ماہ کی تنخواہ	:	6,000.00
مکتب کے ایک مدرس کی سالانہ تنخواہ	:	72,000.00